جلسہ سالانہ نمبر ۲

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

نمبر ۲۸ / ۷۳
منگل ۱۶ ربجادی الاول ۱۴۰۹ھ
۲۷ فتح ۱۳۶۷ ہش
۲۷ دسمبر ۱۹۸۸ء
نمبر ۲۵

جلسہ سالانہ کی برکات کے بارے میں سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بابرکت ارشادات

جلسہ سالانہ کا مقصد ایمان و یقین اور معرفت کو ترقی دینا ہے

اس میں شامل ہونیوالے دوستوں کیلئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی

خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اپنے لیے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے

سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے پہلے جلسہ سالانہ کے انعقاد کے لیے جو ۱۸۹۱ء میں منعقد ہوا جو اشتہار شائع فرمایا۔ اس کے بعض حصے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں، حضور نے فرمایا:

"تمام مخلصین و داخلین سلسلۂ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دِل پر غالب آجائے اور ایسی حالتِ انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لیے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو کسی بُرہانِ یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دُور ہو۔ اور یقینِ کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولۂ عشق پیدا ہو جائے سو اس بات کیلئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور دُعا کرنا چاہیئے کہ خدائے تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔"

"...... حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربّانی باتوں کے سُننے کیلئے اور دُعا میں شریک ہونے کیلئے اُس تاریخ پر آنا چاہیئے۔ اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سُنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کیلئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کیلئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہِ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف اُن کو کھینچے اور اپنے لیے قبول کرے اور پاک تبدیلی اُن میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے مُنہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتۂ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا ..... اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔"

(اشتہار مشمولہ آسمانی فیصلہ "اطلاع ص ۱ ب")

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر مسعود احمد نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دار النصر غربی ربوہ سے شائع کیا۔
قیمت: تین روپے

۲۷، فتح ۱۳۶۷ھش ـــــ ۲۷، دسمبر ۱۹۸۸ء

جلسہ سالانہ کی برکات

کیا جلسہ سالانہ کے ملتوی ہو جانے کی صورت میں بھی ہم اس کی برکات سے متمتع ہو سکتے ہیں؟ سوال نہایت اہم ہے اور ہم سب سے تعلق رکھتا ہے چاہے ہم نزدیک رہتے ہوں یا دور۔ اگر عدمِ انعقاد کے باوجود ہم جلسہ سالانہ کی برکات سے پوری طرح متمتع ہو سکتے ہیں تو پھر جلسہ کا انعقاد ہی کیوں کیا جائے۔ لیکن اگر بات یہیں ختم کر دی جائے تو یہ بھی درست نہ ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ جلسہ کی اغراض کو جس حد تک اور جہاں کہیں بھی پورا کیا جا سکے اس کی برکات کا حصول ممکن ہو جاتا ہے۔

حضرت اقدس نے جلسہ میں عدم شرکت کی تین وجوہ بیان فرمائی تھیں۔ عدم صحت، عدم فرصت اور موانع قویہ۔ اب اس زمانے میں۔ گذشتہ ۵ سال سے "موانع قویہ" نے یہ رخ اختیار کیا ہے کہ مقامی حکومت جلسہ کے انعقاد ہی کی اجازت نہیں دیتی۔ گویا کہ صحت بھی ہو۔ فرصت بھی ہو اور انفرادی طور پر موانع قویہ بھی نہ ہوں تو جب بھی جلسہ میں شرکت نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے ہم اس بات پر غور کریں کہ ان حالات میں جلسہ کی برکات سے کیوں کر متمتع ہو سکتے ہیں

جلسہ میں شرکت کی ایک غرض یہ تھی کہ حضرت اقدس (یا بعد میں حضرت اقدس کے جانشین) سے ملاقات ہو اور زبانی باتیں اور حقائق و معارف کے سننے کا شغل رہے۔ یہ بات جسمانی طور پر تو ناممکن بنا دی گئی ہے۔ لیکن اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ذہنی طور پر بہت حد تک اس بات پر عمل کرنا اب بھی ممکن ہے۔ اگر ہم زبانی باتوں اور حقائق و معارف کے لئے حضرت اقدس کی کتب کا مطالعہ۔ اور جلسہ کے دنوں میں خاص طور پر۔ کریں تو یقیناً ہم انتہائی انبساط کے ساتھ یہ محسوس کریں گے کہ گویا حضرت اقدس ہم میں موجود ہیں اور حقائق و معارف بیان فرما رہے ہیں۔ پس ہمیں چاہیے کہ ان ایام میں اپنے گھروں پر یا دیگر ایسے مقامات پر جہاں کہ ہم جمع ہو سکیں حضرت اقدس کی کتب کا مطالعہ کریں اور ان مواقع پر دعاؤں کی طرف بھی خاص توجہ دیں۔

اپنی چشمِ شوق کو نم کیا کریں
جلسۂ سالانہ کا غم کیا کریں
ہم تو آنا چاہتے ہیں شوق سے
ملتوی ہو جائے تو ہم کیا کریں

(ابو الاقبال)

لطفِ بے نہایت

آسمانوں کا خدا یہ فیصلہ دہرائے گا
اہلِ حق پر جو اُٹھے گا ہاتھ کاٹا جائے گا

رات کی تاریکیاں ہوں یا ہو دن کی روشنی
جو ہے محرومِ بصیرت ٹھوکریں ہی کھائے گا

ہم تو اپنے آنسوؤں سے بھی بجھا سکتے ہیں پیاس
بے مروّت کو تو پانی بھی نہیں راس آئے گا

وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا شور و غوغا ہے دلیل
ہم یہ کہتے ہیں کہ چُپ سے انقلاب آ جائے گا

مانگتے ہیں ہم دعائیں تم بھی اس رہ پہ چلو
حق تعالیٰ آپ ہی کچھ فیصلہ فرمائے گا

ہم تو ہیں ہر شخص کے دامِ محبت میں اسیر
کوئی ہم سے دور جائے تو کہاں تک جائے گا

"ہو رہا ہے نیک روحوں پر فرشتوں کا اتار"
تنگیٔ دامانِ دل پر کوئی کیوں شرمائے گا

سب نہیں تو گا ہے گا ہے مان لیجے میری بات
دیکھ کر اوروں کو ورنہ جی مِرا بھر آئے گا

جب کبھی ہوگی نسیم افسردگی احوال سے
اس کا لطفِ بے نہایت دل مِرا بہلائے گا

نسیم سیفی

حضرت اقدس نے جلسہ کی ایک غرض یہ بھی بیان فرمائی تھی۔ کہ تمام نئے دوست ایک دوسرے سے تعارف حاصل کریں اور جو دوست سال کے دوران اس جہانِ فانی سے انتقال کر گئے ہوں ان کے لئے دعا کی جائے۔ اس لئے ہم ان دنوں میں خاص طور پر ایک دوسرے سے تعارف حاصل کریں اور اپنی اخوت کی بنیادوں کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کے لئے ایک دوسرے سے ملاقات کا خصوصی اہتمام کریں۔ اور وفات یافتگان کے لئے۔ زیادہ نہیں تو اپنے علاقے کے وفات یافتگان کے لئے۔ فرداً فرداً یا مل کر دعائے مغفرت کریں۔

ایک اور نہایت اہم بات جو حضرت اقدس نے جلسہ ہی کے متعلق فرمائی وہ یہ تھی کہ "اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں" تدابیر حسنہ تو پیش ہو چکیں۔ اب ان تدابیر کو عملی جامہ پہنایا جانا ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے دعوت الی اللہ کا جو پروگرام جماعت کے سامنے رکھا ہے۔ وہ "یورپ و امریکہ کے لئے تدابیر حسنہ" ہی کی ایک وسیع تر صورت ہے اس لئے ہم جلسہ کے ایام میں اس پروگرام پر ایک مہم کے طور پر عمل پیرا ہوں اور اس کے لئے جتنی زیادہ سے زیادہ کوشش کر سکتے ہوں کریں۔

الغرض محدود طور پر ہی سہی جلسہ سالانہ کی اغراض کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو بارش کی طرح اپنے اوپر برستا دیکھ سکتے ہیں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔

وہ لوگ جو اخیر تک صبر کرینگے برکتوں کے دروازے اُن پر کھولے جائینگے

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اپنی قربِ وفات کا ذکر کرتے کے بعد جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اسلیئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لیے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اسکا آنا تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جسکا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جبتک میں نہ جاؤں۔ لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لیے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیگی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اسکے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جسکا اُسنے وعدہ فرمایا اگرچہ یہ دن دُنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جنکے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جبتک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جنکی خدا نے خبر دی ہے۔ میں خدا کیطرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی مجسّم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے .... یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دیگا تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولیگا اور ہر ایک طرف سے اسکی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کریگا ...... مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کرینگے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئینگے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا اُن سے سخت کراہت کیساتھ پیش آئیگی وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے"

(الوصیت ص ۱۳-۱۴)

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کے منتخب ارشادات

دنیا کے کونے کونے میں ہر احمدی کو خدا تعالیٰ سے ذاتی تعلق قائم کرنا چاہیئے

جب تک بکثرت دنیا میں احمدیت کی صداقت اسطرح ظاہر ہو محض دلیل سے دنیا کے دل جیتے نہیں جا سکتے

صبر کے نتیجے میں خدا سے دعا مانگو اور مدد چاہو اور کبھی مایوس نہ ہو

ابتلاء کے موجودہ عظیم الشان دور میں دعا کے بعد صبر تقویٰ اور توکل خاص ہتھیار اللہ نے ہمیں دیئے ہیں

دنیا کے سامنے ایک ایسے زندہ خدا کو پیش کریں جو آپکی ذات میں اتر آیا ہو:

ہمارا اوڑھنا بچھونا دعا ہی ہے اور ہمیشہ دعا ہی ہمارا اوڑھنا بچھونا رہنی چاہیئے۔ خدا سے ذاتی تعلق میں جماعت احمدیہ کی زندگی ہے اور کسی ایک انسان کا خدا سے ذاتی تعلق کا ہونا کافی نہیں ہو سکتا بلکہ بکثرت دنیا کے کونے کونے میں ہر احمدی کو یہ تعلق ذاتی طور پر قائم کرنا ہوگا اور ہر احمدی کو اپنے علاقہ کے لئے اس الٰہی تعلق کا نشان بننا ہوگا جب تک بکثرت تمام دنیا میں احمدیت کی صداقت کا یہ نشان ظاہر نہیں ہوتا آپ محض دلیل کی رو سے دنیا کے دل نہیں جیت سکتے۔ دنیا اتنی تیزی کے ساتھ مادہ پرستی کی طرف دوڑ رہی ہے کہ وہ نقد سودوں کی عادی ہو چکی ہے۔ مشاہدات کی دنیا میں رہتے رہتے انسان محض اس چیز کا قائل ہونے پر آمادہ ہوتا ہے جسے وہ آنکھوں کے سامنے پورا ہوتے دیکھے۔ اس لئے دلائل کی دنیا ماضی کی باتیں ہیں ...... جہاں تک خدا کی ہستی کا تعلق ہے اس کا یقین خدا والوں کی ہستی سے ہوگا۔ جب تک دنیا بکثرت خدا والے نہیں دیکھ لیتی دنیا خدا کی ہستی پر کامل یقین پیدا نہیں کر سکتی۔ اور جب تک خدا کی ہستی پر کامل یقین پیدا نہیں ہوتا اس وقت تک دنیا ...... کے عظیم الشان پیغام کو حقیقی گہرائی کے ساتھ صمیم قلب کے ساتھ قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہو سکتی۔ دنیا ترک کرنا ایک مشکل کام ہے۔ دنیا کی لذتیں ایک موہوم خیال کے پیچھے چھوڑ دینا ایک بہت ہی مشکل کام ہے۔ بسا اوقات آپ دیکھیں گے کہ دلائل کی قوت کے ساتھ آپ بڑے بڑے مفکرین کا منہ بھی بند کر دیں گے مگر ان کے دل جیتنے کی طاقت آپ نہیں پائیں گے۔ دل جیتنے کے لئے آپ کو لازماً خدا والا بننا ہوگا۔ لازماً خدا کے تعلق کے نشان اپنے گرد و پیش اپنے ماحول میں دکھانے ہوں گے۔

صبر کا صحیح مفہوم

صبر کے عام مفہوم میں یعنی غیر مذہبی یا عام دنیوی تصور میں بے اختیاری کے معنی نمایاں طور پر پائے جاتے ہیں۔ یعنی ایسا غم اور ایسی مصیبت جو کسی کو مغلوب کرے اور جس کے مقابلے کی انسان کوئی طاقت نہ پاتا ہو اور کوئی چارہ نہ دیکھتا ہو کہ کس طرح مصائب کے جنگل سے نکل سکے۔ اس وقت دل میں جو کیفیت پیدا ہوتی ہے اسے دنیوی مفہوم میں صبر کہتے ہیں۔ ایسے صبر کا نتیجہ عموماً ایک اندرونی آگ کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے جو رفتہ رفتہ انسان کو جلاتی رہتی ہے۔ اسکے نقصانات تو برآمد ہوتے ہیں لیکن اسکے فوائد پہنچنے کا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔.....

اس صورت میں صبر بالعموم مایوسی کا پہلو رکھتا ہے لیکن قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے .... اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو۔ اپنے صبر کو ایک فعال قوت میں تبدیل کرتے رہو۔ صبر کے نتیجہ میں خدا سے دعا مانگو اور مدد چاہو اور کبھی مایوس نہ ہو کیونکہ مایوسی کی صورت میں مدد چاہنے کا کوئی سوال باقی نہیں رہتا۔ تمہارے صبر کے ساتھ امید کا ایک پہلو زندہ رہنا چاہیئے۔ صبر کے نتیجہ میں مدد کے لئے خدا کی طرف ہاتھ بڑھاتے رہو اور اس کامل یقین کے ساتھ کہ کسی نہ کسی وقت اللہ تعالیٰ کی مدد آکر تمہاری مشکلات کو دور کر دے گی۔ اللہ سے استقامت کے مضمون نے مایوسی کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا اور انتہائی ناممکن حالات میں بھی امید کی ایک لو روشن کر دی۔ امید کی ایک کرن مومن کو دکھا دی کہ نجات کا ایک رستہ باقی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کا رستہ ہے۔ مصیبت خواہ کتنی گہری ہو۔ اس کا گھیرا کتنا ہی کڑا کیوں نہ ہو مومن کا صبر اسے ہمیشہ امید کی طرف متوجہ کرتا رہتا ہے۔

صبر کے مضمون کو آگے بڑھانیوالا دوسرا معنی یہ بھی ہے کہ جب خدا سے مدد مانگا کرو تو صبر کے ساتھ مانگا کرو۔ چند دن دعا مانگ کے چھوڑ نہ دیا کرو۔ دعا میں جلدی نہ کرو۔ جلدی نتیجے

نکلنے کی تمنا رکھتے ہوئے دعا نہ کیا کرو بلکہ دعا میں بھی صبر کے مضمون کو داخل کرو۔

.... دعا اور صبر و صلوٰۃ کا یہ رشتہ ایک ایسا رشتہ ہے جو مومن کی زندگی کی ایک عجیب تصویر کھینچتا ہے جو دنیا کے صبر کرنے والوں میں کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ فرمایا دعائیں کرتے رہو اور دعاؤں کے ساتھ یہ یقین رکھو کہ تم ناکام نہیں ہو گے۔ پھر اس یقین کے ساتھ ساتھ جس حد تک بھی خدا تعالےٰ نے تمہیں توفیق بخشی ہے اس توفیق کے مطابق عمل کو زندہ رکھو اور ہر میدان میں اور ہر جہت سے جہاں بھی تمہیں کسی کوشش کا کوئی امکان نظر آئے تو تم اس کوشش کو نہ چھوڑو ....

اس ... ... کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ جن دنوں میں بھی مصائب کا زور ہو تم اپنی عبادتوں کو زیادہ بڑھاؤ۔ غم اور فکر تمہیں عبادتوں سے غافل کرنے والے نہ بنیں بلکہ عبادتوں کی طرف متوجہ کرنے والے بنیں .... پس اس دور میں جس میں سے ہم اس وقت گذر رہے ہیں یہ آیہ کریمہ ہر لحاظ سے کفایت کی حامل ثابت ہونی چاہیئے ہر وہ بات جو اس دور سے تعلق رکھتی ہے اور ہمارے سکھانے کے لائق ہے وہ .... ہمیں یہاں سکھایا جا رہا ہے۔ اس لئے یہ وقت تو گذر جائے گا لیکن اس وقت کے گزرنے کے باوجود اگر ہم نے اس ـــ سے فائدہ نہ اٹھایا ہو تو بڑی بدقسمتی ہوگی۔ وقت گذرے گا اور فتح کے ساتھ گذرے گا اس میں کوئی بھی شک نہیں خدا کے وعدے لازماً پورے ہونگے مگر اس آیت میں جو وعدہ ہے وہ اور ہے وہ یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ میں تمہارا بن جاؤں گا پس دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اس وعدہ کی تمنا کریں اور اس مقصد کے حصول کی طرف متوجہ ہو کر یہ وقت گذارنے کی کوشش کریں تاکہ اس ابتلاء میں سے جب ہم گذریں تو ان سب باتوں کا آخری ماحصل یہ ہو کہ خدا ہمارا ہو چکا ہو اور اس کی معیت کا شرف ہمیں حاصل ہو چکا ہو۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

توکل:۔ ابتلاء کا یہ عظیم الشان دور جو اس وقت جماعت احمدیہ کو نصیب ہے اس دور میں مخالفانِ حق سے مقابلہ کے لئے خدا تعالےٰ نے جو ہتھیار ہمیں عطا فرمائے ہیں ان میں سب سے اوّل دعا ہے اور ان کے بعد جو متعدد ہتھیار خدا تعالیٰ نے ہمیں دیئے اور قرآن کریم نے اور سنتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے استعمال کے اسلوب بھی سکھائے ان میں صبر۔ تقویٰ اور توکل کو ایک خاص مقام حاصل ہے اور ان کا مضمون ایک دوسرے سے ملتا جلتا ہے اور ایک دوسرے کو تقویت دیتا ہے۔

حضور نے فرمایا توکل کے بغیر دنیا کی کوئی بھی عظیم جنگ خواہ وہ مذہبی ہو یا دنیوی جیتی نہیں جا سکتی۔ توکل دنیا کی اصطلاح میں اپنے مقصد پر یقین کی وجہ سے اور مذہبی اصطلاح میں اپنے خدا پر کامل ایمان کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور صرف کامل ایمان ہی کی وجہ سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے سابقہ سلوک پر نظر کر کے توکل کو تازہ غذا ملتی رہتی ہے۔

فخر و مباہات: جس طرح رات دن میں بدلتی ہے اور دن رات میں اسی طرح یہ قومی تفاخر بھی تبدیل ہوتے رہتے ہیں یہ خیال غلط ہے کہ ایک قوم ہمیشہ کے لئے دوسری قوم پر ایسی فضیلت اختیار کر جائے کہ انکے اندر ہمیشہ کے لئے ایک تفاخر کی وجہ پیدا ہو جائے۔ ذاتوں کے فخر بھی بدلتے رہتے ہیں۔ قوموں کے فخر بھی بدلتے ہیں ان کے بدلنے کی رفتار اتنی آہستہ ہے کہ عموماً انسان اپنی زندگی میں ان کو محسوس نہیں کر سکتا۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اگر وہ پیچھے مڑ کر دیکھے تو خود اپنے زمانہ میں ہی ان تغیرات کو پیدا ہوتے ہوئے محسوس کر سکتا ہے ...... اگر خدا تعالیٰ نے ایک نسل کو دوسری نسل پر فوقیت دی ہوتی اور ایک قوم اور ذات کو دوسری قوم اور ذات پر فوقیت دی ہوتی تو ان کی اس حیثیت کے تبدیل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ کی بنائی ہوئی چیز۔ اللہ کی بنائی ہوئی تقدیر کو تو کوئی نہیں بدل سکتا۔ خدا کی سنت تو غیر محوّل اور غیر مبدل ہوتی ہے اس لئے فرمایا ان کے جھوٹا ہونے کا اور ان کے بے معنی اور بے بنیاد ہونے کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ یہ چیزیں بدل جائیں گی آج وہ لوگ جو دوسروں پر فخر کر رہے ہیں عین ممکن ہے کہ کل وہی لوگ ان کو حقیر جان رہے ہوں اور تحقیر سے دیکھ رہے ہوں تو یہ عالمی تغیرات ہیں جو رفتہ رفتہ رونما ہونے والے ہیں۔ اور بعض دفعہ سینکڑوں سال میں بالکل نظریات کی کایا پلٹ دیتے ہیں ان تغیرات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ باقی رہنے والی چیزیں نہیں ہیں۔ فخر کی چیز تو وہی ہو سکتی ہے جو باقی رہنے والی ہو۔ یہ تو عارضی واقعات ہیں۔ عارضی طور پر رونما ہونے والے حوادث ہیں ان سے بڑھ کر ان کی کوئی حیثیت نہیں۔

طعن و الزام تراشی:۔ ایک دوسرے کو طعنے نہ دیا کرو۔ ایک دوسرے کو دکھ پہنچانے والی باتیں نہ کیا کرو ...... اور اس خاطر نام نہ رکھا کرو کہ ناموں کے ذریعہ کسی کی تحقیر ہو اور یہ جو اخلاقی بیماریاں ہیں یہ قوموں میں بھی پائی جاتی ہیں اور افراد میں بھی پائی جاتی ہیں۔ عالمی سطح پر بھی پائی جاتی ہیں اور معاشرتی سطح پر بھی پائی جاتی ہیں بعض لوگ بعض قوموں کے نام رکھتے ہیں یہ بتانے کی خاطر کہ یہ ذلیل و ادنیٰ لوگ ہیں چنانچہ جب حبشی کو اور دیگر سیاہ فام اقوام کو نیگرو کہا جاتا ہے تو انہیں نیگرو کا لقب بھی تکلیف دینے کی خاطر دیا جاتا ہے۔ اور جب امریکہ یا کینیڈا میں کسی کو "پیکی" یعنی پاکستانی کہتے ہیں تو بڑی شدید گالی سمجھی جاتی ہے ...... سکھوں کو بھی جو بے ہودہ کام کر رہے ہوں "پیکی" کہتے ہیں۔ ہندو ہوں تب بھی انہیں "پیکی" کہیں گے۔ کسی اور قوم سے تعلق رکھتے ہوں تب بھی انہیں "پیکی" کہہ کر ہی پکاریں گے۔ نیکی کا لفظ برائی کا نشان بن گیا ہے۔ گویا نعوذ باللہ ان کے نزدیک "پاکستانی" ہر برائی کا مرجع و منبع ہیں ہر برائی اس سے پھوٹتی اور اسی میں لوٹ آتی ہے ...... تو یہ معاشرہ کی برائیاں ہیں جن کے نتیجہ میں ہر طرف کسی گھولی جاتی ہے۔ زہر پھیلتا ہے خاندان خاندانوں سے لڑتے ہیں۔ ساس بہو سے لڑتی ہے اور سارے گھر کا امن برباد ہو جاتا ہے۔

وقفِ نَو: آج جو عید ہے اس کا قربانیوں کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ چنانچہ اس کو قربانیوں کی عید کا نام دے دیا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا قربانی کا قبولیت کے ساتھ بھی گہرا تعلق ہے جس کو عموماً نظر انداز کیا جاتا ہے چنانچہ (سورۃ بقرہ کی آیات ۱۲۸ تا ۱۳۰ میں) ایک نیکی کا ذکر ہے .... حضور نے فرمایا ہر نیکی قبول ہوتی ہے اور یہاں جس نیکی کی قبولیت کی التجا کی گئی ہے وہ اہم نیکی ہے اور وہ وقف زندگی ہے .... حضور نے فرمایا ان آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس خاص ادا سے دعا کی ہے اس میں آپ نے انتہائی خلوص اور وارفتگی اور عشق کے ساتھ اپنے وجود کو پیش کیا ہے کہ اسکے بعد یہ دعا اور خلوص سننے اور قبول کرنے کے لائق ٹھہرے۔

حضور نے فرمایا لفظ قربانی کا تعلق زندگی سے ہے اور وقف سے مراد ایسی قربانی نہیں جس پر چھری پھیر دی جائے اور تڑپ کر جان دے دے۔ بلکہ اس قربانی کے بعد خدا ان کی پرورش فرماتا ہے اور ان کی تربیت کرتا ہے اور اس پہلو سے واقفِ زندگی کے لئے ان آیات میں سبق ہے اور وقفِ نو کی تحریک میں جنہوں نے حصہ لیا ہے وہ اس ذمہ داری کو خوب اچھی طرح سمجھیں کہ اگر آپ نے اپنے بچے خلوص کے ساتھ پیش کئے ہیں تو ان کے مقبول ہونے کے لئے آپ کا اور ان کا تقویٰ اور ابراہیمی رنگ ضروری ہے۔ سب احتمالات کو سامنے رکھیں یہ جانیں کہ وقف کی کیا اہمیت ہے اور ایک واقفِ زندگی کو کن کن مشکلات میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ کیا کیا ابتلاء آتے ہیں اور لمبا اوقات واقفینِ زندگی سے ادنیٰ ادنیٰ کام لئے جاتے ہیں اس لئے ان سب باتوں کو سمجھنے کے بعد زندگی وقف کریں۔ کیونکہ وقف کرنے کے بعد انسان کا کوئی حق نہیں کہ وہ فیصلہ کرے بلکہ جس کے سپرد اس نے اپنی جان کی ہے اس کا حق ہے کہ فیصلہ کرے کہ کیا قربانیاں لینی ہیں۔ جس قسم کا وہ کام لینا چاہے وہ لے گا اور جو نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ وقف کرتا ہے اور ابراہیمی انکساری دکھاتا ہے۔ اس کو اس کی قربانی سے بڑھ کر عطا کیا جاتا ہے .... اس لئے اس مذہبی اصول کو سامنے رکھ کر بچوں کو وقف کریں اور بچپن سے ہی ان کی تربیت کریں .... حضور نے فرمایا قبولیت کے لئے دعا کریں کہ خدا خود ان کی براہِ راست تربیت فرمائے اور جب بڑے ہوں تو ان کو اپنا بنا کر ان سے خدمتیں لے اور ان کو خدمتوں پر ثابت قدم رکھے اور وقف کی نیت، میں یہ بات بھی داخل

(باقی صـــ پر)

احباب جماعت احمدیہ برطانیہ کی زندگیوں میں

ناقابلِ یقین انقلاب

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کو لندن گئے ہوئے چار سال سے زائد کا عرصہ گزر رہا ہے۔

اس عرصہ کے دوران برطانیہ کے احمدیوں کی زندگیوں میں جو انقلاب آیا ہے وہ جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک ناقابلِ فراموش اور زرّیں باب ہے برطانیہ سے آنے والے بعض ایسے دوستوں سے حال ہی میں گفتگو ہوئی ہے جو عرصۂ دراز سے برطانیہ میں مقیم ہیں اور برطانوی جماعت احمدیہ کے پیدائشی رکن چلے آ رہے ہیں۔ انہوں نے حضرت امام جماعت احمدیہ کی لندن میں آمد کے بعد وہاں کے احمدیوں کی زندگیوں میں رونما ہونے والے انقلاب کا ناقابلِ یقین ۔ بالکل ناقابلِ یقین تبدیلی کہہ کر تعارف کرایا۔

ان دوستوں نے کہا کہ ایک وقت تھا کہ بعض والدین اپنی جوان اولاد کو زبردستی کر کے اور مجبور کر کے سال میں ایک دفعہ عید کے موقع پر بیت الفضل میں لے جایا کرتے تھے اور یہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں مُنہ بسورے یوں عید کی نماز ادا کرتے تھے جیسے کوئی ناخوشگوار فرض ادا کر رہے ہوں۔ حضور کی آمد کے بعد اب وہاں پر ایسا حیران کن انقلاب آیا ہے کہ وہی نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اپنے کاموں سے فراغت پانے کے بعد سیدھا بیت الفضل کا رخ کرتے ہیں اور ان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ روزانہ کم از کم ایک نماز ضرور حضور کے پیچھے ادا کریں۔ اور ان میں بڑی تعداد ایسے نوجوانوں کی بھی ہے جو ہفتے میں ایک بار بیت الفضل آکر نماز تہجد ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کی قوتِ قدسیہ کا یہاں تک اعجاز ہے کہ اب عام احمدی نوجوان جن میں سکول کی عمر کے بچے بچیوں سے کر کالج اور یونیورسٹی تک کے لڑکے لڑکیاں شامل ہیں وہ احمدیت سے وابستہ ہونا اپنا اعزاز سمجھتے ہیں۔ وہ بیت الفضل یا اسلام آباد میں ہونے والے دینی اجتماعات اور تربیتی کلاسوں میں شریک ہونے کے بعد دینی موضوعات پر گفتگو کرتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں وہ بڑے شوق سے اپنے ساتھیوں اور دوستوں کو احمدیت کے بارے میں بتاتے ہیں اور دعوت الی اللہ کا فریضہ ادا کرتے ہوئے ایک روحانی مسرت اور دلی جوش وجذبہ محسوس کرتے ہیں۔

لندن سے آنے والے ان دوستوں نے جو سالہا سال سے برطانیہ میں مقیم ہیں یہ بات خاص طور پر بتائی کہ حضور کی لندن میں آمد سے پہلے احمدی گھرانوں کی بچیاں اور عورتیں بہت مشکل میں ہوتی تھیں مغرب

اب احمدیت سے وابستہ ہونا فخر واعزاز قرار پاتا جا رہا ہے

کے بے راہ رو معاشرے کی دلچسپیوں میں شریک ہونے سے ان کے ماں باپ بھائی اور خاوند ان کو روکتے تھے اور ان کے لئے متبادل تفریح کا کوئی ذریعہ میسّر نہ تھا وہ اپنے بھائیوں یا خاوندوں سے گلہ کرتی رہتی تھیں کہ خود تو سیر و تفریح کرنے چلے جاتے ہو اور ہم کو گھروں میں قید کر رکھا ہے۔ ان بچیوں اور عورتوں کے لئے حضور کی لندن میں آمد تازہ اور فرحت بخش ہوا کا ایک ایسا جھونکا ثابت ہوئی جس نے ان کی زندگیوں کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ حضور نے ٹلفورڈ کی زمین خریدنے کے بعد عورتوں کی کھیلوں کا انعقاد کروایا۔ ماں باپ نے جب اپنی بچیوں کو اس میں شرکت کے لئے بھیجا تو کئی بچیوں کا خیال یہی تھا کہ بڑی بوریت ہوگی تاہم ماں باپ کے کہنے میں آکر وہ شرکت کے لئے تیار ہو گئیں ۔ مگر ان کھیلوں سے واپسی پر ان کا جوش وخروش اور مسرت دیدنی تھی یوں معلوم ہوتا تھا ان کو کوئی گم شدہ دولت اچانک مل گئی ہو۔ انہوں نے اپنے بھائیوں والدین اور خاوندوں کو بڑی خوشی سے ایک ایک بات سنائی اور اپنی ساتھی لڑکیوں کو بھی متجسّس کر دیا۔ یہ کھیلیں پورے پردہ کی پابندی کے ساتھ منعقد ہوئی تھیں ۔ لندن اور اطراف کی گنجان آبادی کے علاقے سے نکل کر اس نئے مرکز کی وسیع وعریض اور کھلی زمین میں آزاد ہواؤں میں احمدی بچیوں اور عورتوں نے پروگرام میں بہت دلچسپی سے حصّہ لیا۔ بعد میں احمدی بچیوں اور عورتوں کے لئے حضور کی ہدایت پر پردہ کے تمام انتظامات کے ساتھ تیراکی، گھوڑ دوڑ اور دیگر کھیلوں کا بھی انتظام کیا جاتا رہا اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ لندن اور یورپ کے کئی علاقوں میں سوئمنگ

حضور کے پیچھے نماز ادا کرنے کی لذّت کا پُرکیف تذکرہ

پول کرائے پر مل جاتے ہیں اب احمدی عورتیں ایسا کوئی سوئمنگ پول کرائے پر لے کر اپنے تمام انتظامات کے ساتھ عورتوں کو سوئمنگ کراتی ہیں۔ اس طرح روحانی تربیت کے پروگراموں کے ساتھ ساتھ دیگر تفریحات کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

ان احباب نے بتایا کہ حضور کی آمد کے بعد بڑوں کے علاوہ بچوں میں بھی بڑا جوش وخروش ہے وہ بیت الفضل میں مختلف جماعتی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے ڈیوٹیاں دیتے ہیں اور یہ ڈیوٹیاں کئی کئی گھنٹوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ بعض اوقات ایسی بھی صورت ہو جاتی ہے کہ ڈیوٹی دینے والا نوجوان یا بچہ ڈیوٹی سے فارغ ہو کر سیدھا اسکول چلا جاتا ہے۔ بعض اوقات ان بچوں کا جوش اور دینی خدمت کا جذبہ ان کے سکول کے اوقات میں بھی حارج ہو جاتا ہے لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اس انداز سے ان بچوں پر جلوہ گر ہوتی ہے کہ یہی بچے اپنے سکولوں میں بہترین پوزیشنیں حاصل کرتے ہیں اور یہ بچے خوب جان گئے ہیں کہ یہ ساری برکات حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت کرنے اور اللہ تعالیٰ کے اس پیارے بندے کے ارشادات بجا لانے کا نتیجہ ہیں۔ ان باتوں نے برطانیہ اور لندن کے احباب پر خصوصیت سے ایسا اچھا اثر ڈالا ہے کہ ان کی زندگیاں اللہ تعالےٰ کی محبت کے نشے میں سرشار ہوتی چلی جا رہی ہیں۔

برطانیہ سے آئے ہوئے ان احباب میں سے ایک نے بتایا کہ انہوں نے ایک بار ایک احمدی نوجوان سے جو حضور کی آمد سے پہلے نمازوں کی ادائیگی میں بڑا سست تھا یہ سوال کیا کہ آج کل جو تم پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی میں اتنے باقاعدہ ہو تو اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا حضور نے تم کو نمازوں کی ادائیگی کی کوئی خاص تلقین کی ہے؟ اس نوجوان نے کہا نہیں! حضور نے تو مجھے ایک بار بھی براہ راست نہیں ٹوکا اور نہ میری سستی پر مجھ پر کسی قسم کی ناراضگی کا اظہار کیا ۔ ان صاحب نے سوال کیا کہ پھر تم کس طرح نمازوں میں باقاعدہ ہو گئے؟ اس نوجوان نے کہا "حضور کے پیچھے نماز ادا کرنے میں اتنا مزہ آتا ہے کہ نماز چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا"

عید کی نماز مُنہ بسور کر ادا کرنے والے اب تہجد پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں

بھی وہ راز ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو عطا کرتا ہے اور ان کے اندر ایسی مقناطیسی کشش رکھ دیتا ہے کہ مخلوقِ خدا بے اختیار ہو کر ان کی طرف کھنچی آتی ہے ان کو کوئی دلیل نہیں دی جاتی بلکہ ان کے اندر سے یہ پکار اٹھتی ہے کہ یہ وہ شخص ہے جس پر جان و دل نثار کر دینا ہی زندگی کی معراج ہے

مجلسِ عرفان

احباب جماعت احمدیہ برطانیہ کی روحانی حالت میں اس انقلاب عظیم کا ایک اور بہت بڑا سبب حضور کی مجلسِ عرفان ہے جو ہفتے میں عموماً دو دن انگریزی زبان میں ہوتی ہے۔ یہ ایک بے تکلف محفل ہوتی ہے جس میں ہر شخص کو یہ اجازت ہوتی ہے کہ وہ اپنے دل کے شکوک و شبہات بیان کرکے ان کا جواب حضور کی زبانِ مبارک سے سُنے۔ برطانیہ کے بے خدا اور گمراہ معاشرے میں قرآنی تعلیمات کا ایسا صحیح مفہوم جو دل کو بھی اپیل کرے اور جو جدید تہذیب کی چکا چوند کے آگے دفاعی نقطۂ نظر کا حامل ہونے کی بجائے سچائی پر مبنی جارحیت کا مظاہرہ کرکے اور یوں دینی تعلیمات کا نام لینا فخر اور اعتماد کا موجب بن

پر فلاں کتاب کا فلاں باب آپ کے لئے مفید رہے گا۔ تاہم آپ کی تسلی کے لئے میں تھوڑا سا بیان کرتا ہوں۔ اس کے بعد حضور متعلقہ موضوع پر جو تھوڑا سا بیان فرماتے ہیں وہ ہی مخاطب کی تسلی کے لئے اتنا کافی ہو جاتا ہے کہ اسے محسوس ہوتا ہے کہ اس کا دل مطمئن ہو گیا ہے

بعض اوقات کوئی فرد کوئی ایسا سوال پوچھنا شروع کرتا ہے کہ اس کی زبان رُکھڑاتی ہے۔ سوال کی نوعیت ایسی ہوتی ہے یا سوال کرنے والے کو چند فقرے بولنے بھی مشکل ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں حضرت امام جماعت احمدیہ فوراً اپنی فراست سے صورتِ حال کو بھانپ جاتے ہیں اور سوال کرنے والے کو بیچ ہی میں روک کر اسے ملاقات کا وقت عنایت فرماتے ہیں اور ایسے نوجوان کی ذہنی مشکلات اور الجھنوں کا ایسا حل پیش فرماتے ہیں کہ اس کی دین و دنیا سنور جاتی ہے۔ اور اس طرح سے بے مقصدیت کا شکار کتنے ہی نوجوان یہاں ایسے ہیں جو اس پارس پتھر سے چھُو کر سونا بن چکے ہیں۔ حضور کی مجالس عرفان کو مختلف موضوعات کے تحت مرتب

حضور کی شستہ انگریزی اور شائستہ طرزِ کلام اہلِ یورپ کو چونکا کر رکھ دیتا ہے

جائے — یہ وہ باتیں تھیں جو اس معاشرے کے احباب کے لئے چونکانے کی حد تک نئی تھیں۔ حضور کی گفتگو کا مدلل اور جامع ہونا۔ اندازِ بیان ایسا واضح کہ کسی بات کو سمجھنے کی دقت نہیں اور سوال کرنے کی ایسی کھلی اجازت کہ جو دل میں آیا کہہ دیا۔ نہ صرف دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا بلکہ اُس آفتابِ روحانیت کی تیز کرنوں نے دل کے ہر اندھیرے گوشے کو روشن کرکے اعتماد اور یقین کی مضبوط چٹان پر کھڑا کر دیا۔ بعض لوگ مجلسِ عرفان میں خاصی تیاری کرکے آتے۔ سوالات لکھ کر لاتے۔ کتابیں پڑھ کر آتے۔ مگر ابتدائی سوالات میں ہی ایسی تسلی پکڑتے کہ اور باتوں کی ضرورت ہی محسوس نہ کرتے۔ بعض اوقات حضور گفتگو کا آغاز یوں بھی فرماتے ہیں کہ آپ نے جو سوال پوچھا ہے اس کا جواب میں فلاں فلاں کیسٹ میں دے چکا ہوں۔ اس کے علاوہ اس موضوع

کرکے اس کی آڈیو اور ویڈیو کیسٹیں بنادی گئی ہیں۔ ان میں یورپ کے ذہنوں میں اُٹھنے والے ہر سوال کا شافی وکافی جواب موجود ہے۔ ان مجالس میں شرکت کرنے والے احمدی اور غیر احمدی اور غیر مسلم حضرات حضور کی طلسماتی شخصیت کا گہرا اثر قبول کرتے ہیں۔

حضور کی ذاتِ بابرکات

اگرچہ برطانیہ میں رونما ہونے والے اس خاموش روحانی انقلاب کا نقطۂ مرکزی حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی کرشمہ ساز شخصیت ہی ہے لیکن حضور کی روحانی تاثیرات کے علاوہ حضور کی ذاتِ بابرکات کا کچھ تذکرہ بھی ضروری ہے کیونکہ موضوع زیرِ بحث کے اس پہلو نے بھی برطانیہ کے احمدی اور غیر احمدی طبقے کو بہت متاثر کیا ہے۔

برطانیہ کے مغربی طبقے میں مذہب

کو عمومی طور پر جس حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور پھر خصوصاً مذہبی علماء نے اپنی جو شہرت قائم کی ہے بد قسمتی سے وہ ہرگز قابل رشک نہیں ہے

سیکیورٹی کے لئے — ڈیوٹی دینے کے لئے جماعتوں میں جھگڑا ہو جاتا ہے۔ ہر کوئی آگے بڑھ کر یہ دولتِ حُسن لوٹ لینا چاہتا ہے۔ نوجوان، بوڑھے، مرد، عورتیں جماعتی خدمات کے کاموں •

کئی کئی گھنٹے بیت الفضل میں ڈیوٹیاں دینے والے سکولوں میں بھی اعزاز پا رہے ہیں

حضرت امام جماعت احمدیہ بہرحال ایک مذہبی راہنما ایک مذہبی شخصیت ہیں اور اس وجہ سے مذہبی رہنماؤں کی غلط شہرت بھی ان کی ذات کے ساتھ وابستہ کی جا سکتی تھی مگر حضور کے نورانی چہرہ، سفید براق پگڑی، نہایت متناسب سراپا کا جو پہلا بے ساختہ اثر پڑتا ہے وہ احترام اور عقیدت کے ایسے جذبات پیدا کر دیتا ہے عام مذہبی رہنماؤں کے بس کی بات ہی نہیں۔

اس کے ساتھ ہی جب عقیدت و احترام کا یہ مرکز شستہ اور شائستہ انگریزی میں بات شروع کرتا ہے تو برطانیہ میں رہنے والا ہر شخص چونک جاتا ہے کہ نہ مترجم کی ضرورت نہ غیر مہذب اور ان پڑھوں کے سے انداز، اور پھر گفتگو میں جدید ترین علمی اور سائنسی انکشافات کا ایسا بیان کہ علوم کے ماہر بھی حضور کے وسعتِ علم پر حیران رہ جاتے ہیں خصوصاً جدید سائنس سے حضور کا گہرا شغف اور اس سے دینی مسائل کا استنباط و استخراج ایسی باتیں ہیں جو مذہبی طبقے اور خصوصاً مذہبی طبقے کے رہنماؤں میں سرے سے مفقود تھیں اور علمی برتری کے گھمنڈ میں مبتلا یہ مغرب والے جو کسی دوسرے کو خاطر میں لانے پر تیار ہی نہیں ہوتے حضور کی وسعتِ مطالعہ سے پہلی ہی نظر میں مرعوب ہو جاتے ہیں اور حضور کی کرشمہ ساز شخصیت کے گہرے متاثر کن اثرات سامنے آتے ہیں جن کا سب سے پہلا شکار برطانیہ کے احمدی احباب ہیں اور اب کیفیت یہ ہے کہ پانچ پانچ سو میل دُور سے کئی احباب ہر جمعے کو حضور کے پیچھے جمعہ پڑھنے بیت الفضل لندن آتے ہیں۔ حضور کی

میں تن بدن کی ہوش کئے بغیر منہمک ہیں۔ نماز کا وقت آتا ہے تو سب لوگ وضو کرکے حضور کی پُر لذت اور شیریں آواز میں قرآن کریم کی تلاوت سننے کی پیاس لئے بیت الفضل میں پہنچ جاتے ہیں۔ دُور سے آنے والوں کے لئے یہاں بھی مسیح کا لنگر چالو ہے۔ برطانیہ کے مادیت پرست معاشرے میں جہاں ہر بات پر بے تکلفی سے معاوضہ وصول کرنا عام بات سمجھی جاتی ہے۔ وہاں لوگوں کو اس بات پر بھی حیرت ہوتی ہے کہ کھانے کا کوئی بل ادا نہیں کرنا پڑ رہا۔!!

الغرض حضور کی لندن میں تشریف آوری برطانیہ کے احمدی احباب میں ایک ایسا ناقابلِ یقین اور حیران کن انقلاب لا رہی ہے جو ۶۰ سال سے زائد عرصہ سے قائم احمدیہ مشن کے بے شمار مبلغین لانے کی جدوجہد کرتے رہے مگر جس کو اب حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے خواب سے حقیقت میں بدل کر رکھ دیا!!۔

بقیہ: منتخب ارشادات

کریں کہ اس کی آئندہ نسلیں بھی وقف ہوں اور ایک امت ایسی پیدا ہو جو ساری کی ساری وقف ہو"

"........ اگر آپ اس دعویٰ میں سچے ہیں کہ اس کائنات کا رحمان و رحیم رب مالک خدا وہی خدا ہے جسے آپ اس دنیا سے متعارف کرانا چاہتے ہیں تو پھر اس فرضی خدا کو ایک فرضی وجود کے طور پر پیش نہ کریں بلکہ ایک ایسے وجود کے طور پر پیش کریں جو آپ کی ذات میں اتر آیا ہو"

خطبہ جمعہ

تمام عبادتوں کی رُوح نماز ہے اور انسانی پیدائش کا مقصد نماز سے ہی حاصل ہوتا ہے

انسان کی روحانی زندگی سے عبادت کا وہی رشتہ ہے جو ہوا اور سانس کا جسمانی زندگی سے ہے

آج بلا استثناء تمام افراد جماعت کا نماز کے معاملہ میں سینکڑوں گنا زیادہ بیدار ہونا ضروری ہے

اس معاملہ میں میرے دل میں ایسی آگ لگی ہوئی ہے کہ آپ میں سے بہت سے اس کا **تصوّر** نہیں کر سکتے

ہم اگلی صدی میں خدا کے حضور سر جھکائے ہوئے اور آئندہ نسلوں کے انسانوں کیلئے دعائیں کرتے ہوئے داخل ہوں

خطبہ جمعہ فرمودہ سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ
بتاریخ ۲۲ جولائی ۱۹۸۸ء بیت الفضل لنڈن

تشہد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے .... فرمایا ......

نماز باجماعت کے قیام کی اہمیت

"جماعت احمدیہ کی تاریخ کے پہلے سو سال عنقریب پورے ہونے کو ہیں۔ جوں جوں اگلی صدی قریب تر آتی چلی جا رہی ہے میں جماعت کو مختلف رنگ میں بعض تربیتی امور کی طرف متوجہ کر رہا ہوں اور اس سلسلہ میں گزشتہ ایک سال سے مسلسل ایک مربوط مضمون کی شکل میں یکے بعد دیگرے کئی خطبات دے چکا ہوں لیکن ان سب میں سب سے زیادہ اہم امر جس کی طرف آج میں دوبارہ جماعت احمدیہ عالمگیر کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ نماز با جماعت کے قیام کے سلسلے میں ہے۔

تمام عبادتوں کی رُوح نماز ہے۔ انسانی پیدائش کا مقصد نماز ہے۔ نماز میں ہر قسم کی فلاح کی کُنجیاں ہیں۔ اور جیسے جیسے انسان نماز میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے اُسے خدا تعالیٰ کی طرف سے فلاح کی مزید کُنجیاں عطا ہوتی رہتی ہیں۔ مَیں نے عمدًا لفظ کُنجی استعمال نہیں کیا بلکہ جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے کیونکہ میرا تجربہ ہے کہ نماز کی کیفیت کے بدلنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ انسان کو نئے امور کا فہم عطا فرماتا چلا جاتا ہے اور نئے مضامین اس پر کُھلتے چلے جاتے ہیں۔ اس ضمن میں حضرت بانی سلسلہ کے ارشادات میں سے متعدد اقتباسات مَیں جماعت کے سامنے پہلے رکھ چکا ہوں لیکن آج نماز کی ابتدائی منازل کی طرف زیادہ تر توجّہ دلانا چاہتا ہوں کیونکہ مَیں نے بارہا اپنے سفر کے دوران خصوصًا مغربی ممالک میں اپنے سفر کے دوران یہ مشاہدہ کیا کہ جماعت احمدیہ کا ایک طبقہ ایسا ہے جو ابھی تک نماز کی ابتدائی حالتوں پر بھی قائم نہیں ہو سکا۔ انگلستان میں بھی میں نے عمومی جائزہ لیا اور بعض خاندانوں سے تفصیلی گفتگو بھی کی۔ اُن کے بچوں کے حالات معلوم کئے۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت تکلیف پہنچی کہ ہم ابھی تک نماز کے سلسلہ میں اپنی آئندہ نسلوں کی ذمّہ داریوں کو ادا نہیں کر سکے اور یہی وہ امر ہے جو میرے لیے پہلی صدی کے آخر پر سب سے زیادہ فکر کا موجب بن رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا اگر جماعت احمدیہ اگلی صدی میں اس حال میں داخل ہو کہ ہماری اگلی نسلیں نماز سے غافل ہوں۔ یہ ایک ایسی فکر انگیز بات ہے اور ایسی قابلِ فکر بات ہے کہ جب تک ہر دِل میں اس کی فکر پیدا نہ ہو میں سمجھتا ہوں کہ میں اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ نہیں ہو سکا اور بار بار توجّہ دلانے کے باوجود جس رنگ میں مَیں یہ فکر دلوں میں پیدا کرنی چاہتا ہوں میں دیکھ رہا ہوں کہ ابھی تک اس رنگ میں یہ فکر بہت سے دلوں میں پیدا نہیں کر سکا۔

انسان کی رُوحانی زندگی سے عبادت کے رشتہ کی نوعیت

جہاں تک جماعت کے عمومی اخلاص

کا تعلق ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اِبتلاء کے موجودہ دَور میں جماعت کے اخلاص کا عمومی معیار بہت بلند ہوا ہے اور نیک کاموں میں تعاون کی رُوح میں ایک نئی جِلاء پیدا ہوگئی ہے۔ ایک آواز پر لبّیک کہنے کیلئے کثرت کے ساتھ دِل بے چین ہیں اور جب بھی جماعت کو نیکی کی طرف بلایا جاتا ہے جس طرح اخلاص کے ساتھ جماعت اس آواز پر لبّیک کہتی ہے اس سے میرا دل حمد سے بھر جاتا ہے۔ لیکن یہ اخلاص فی ذاتہٖ کچھ چیز نہیں اگر اس اخلاص کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ سے ایک مستقل تعلق پیدا نہ ہو جائے۔ یہ اخلاص اپنی ذات میں محفوظ نہیں اگر اس اخلاص کو نماز کے اور عبادت کے برتنوں میں محفوظ نہ کیا جائے۔ اس لحاظ سے یہ اخلاص ایک آنے جانے والے موسم کی طرح کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ بعض دفعہ سخت گرمیوں کے بعد اچھا موسم آتا ہے اور ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے چلتے ہیں۔ بعض دفعہ سخت سردی کے بعد خوشگوار موسم کے دَور آتے ہیں لیکن یہ چیزیں آنے جانے والی ہیں ٹھہر جانیوالی نہیں۔ عبادت کسی موسمی کیفیت کا نام نہیں عبادت زندگی کا ایک مستقل رابطہ ہے۔ عبادت کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ہم ہوا میں سانس لیتے ہیں۔ کئی قسم کے زندہ رہنے کے طریق ہیں جو انسان کو لازم کیے گئے ہیں مگر ہوا اور سانس کا جو رشتہ زندگی سے ہے وہ ایسا مستقل، دائمی، لازمی اور ہر لمحہ جاری رہنے والا رشتہ ہے کہ اور کسی چیز کا نہیں۔ پس عبادت کو یہی رشتہ انسان کی روحانی زندگی سے ہے۔ یہ عبادت ذکرِ الٰہی کی صورت میں ہمہ وقت جاری رہ سکتی ہے لیکن وہ نماز جو قرآن کریم نے ہمیں سکھائی اور سُنّت نے جسے ہمارے سامنے تفصیل سے پیش کیا یہ وہ کم سے کم نماز ہے، کم سے کم ذکرِ الٰہی ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا اس لیے میں خصوصیت کے ساتھ آج پھر جماعت کو نماز کی اہمیت کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

آئندہ نسلوں کی نمازوں کی حالت پر غور کرنے کی تلقین

میں جانتا ہوں کہ اکثر وہ احباب جو اسوقت اس مجلس میں حاضر ہیں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ نمازوں کے پابند ہیں مگر میں حال کے موجودہ دَور کی بات نہیں کر رہا میں مستقبل کی بات کر رہا ہوں۔ وہ لوگ جو آج نمازی ہیں جب تک اُن کی اولادیں نمازی نہ بن جائیں جب تک ان کی آئندہ نسلیں اُن کی آنکھوں کے سامنے نماز پر قائم نہ ہو جائیں اُس وقت تک احمدیت کے مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی اُس وقت تک احمدیت کے مستقبل کے متعلق خوش آئند اُمنگیں رکھنے کا ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا۔ اس لیے بالعموم ہر فردِ بشر، ہر احمدی بالغ سے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو مَیں بڑے عجز کے ساتھ یہ استدعا کرتا ہوں کہ اپنے گھروں میں اپنی آئندہ نسلوں کی نمازوں کی حالت پر غور کریں، اُن کا جائزہ لیں اُن سے پوچھیں اور روز پوچھا کریں کہ وہ کتنی نمازیں پڑھتے ہیں۔ یہ بھی معلوم کریں کہ وہ جو کچھ نمازیں پڑھتے ہیں اس کا مطلب بھی اُن کو آتا ہے یا نہیں اور اگر مطلب آتا ہے تو غور سے پڑھتے ہیں یا اس انداز سے پڑھتے ہیں کہ جتنی جلدی یہ بوجھ گلے سے اُتار پھینکا جا سکے اتنی جلدی نماز سے فارغ ہو کر دنیا طلبی کے کاموں میں مصروف ہو جائیں۔

اس پہلو سے اگر آپ جائزہ لیں گے اور حق کی نظر سے جائزہ لیں گے سچ کی نظر سے جائزہ لیں گے تو مجھے ڈر ہے کہ جو جواب آپ کے سامنے اُبھریں گے وہ دلوں کو بے چین کر دینے والے جواب ہونگے کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ایسی بات ایک ایسی مجلس میں کرنا جس میں تمام دنیا سے مختلف ممالک کے نمائندے آئے ہوں یہ اچھا اثر پیدا نہیں کریگا۔ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ اقرار جو تمام دنیا میں تشہیر پا سکتا ہے اور مخالف اس سے خوش ہو سکتے ہیں ایسی مجلس میں کرنا کوئی اچھی بات نہیں۔ مگر مجھے اس کی ادنیٰ بھی پرواہ نہیں کہ دنیا سچائی کے اقرار کے نتیجہ میں ہمیں کیا کہتی ہے۔ جب تک آپ سچائی کے اقرار کی جرأت پیدا نہیں کرتے آپ کی دینی حالت درست نہیں ہو سکتی، آپ کی اخلاقی حالت درست نہیں ہو سکتی، آپکی روحانی حالت درست نہیں ہو سکتی ہمارا سب حال خدا کے سامنے ہے اور خدا کی نظر کے سامنے ہم ہمیشہ کھُلی ہوئی کتاب کی طرح پڑے رہتے ہیں۔ اس لیے ہمارے جو بھی اقرار ہیں وہ اپنے خدا کے حضور ہیں اور یہ شعور بیدار کرنے کیلئے جماعت کے دلوں کو جھنجھوڑنے کیلئے میں نے ضروری سمجھا کہ آج اس خطبے میں آپ کو خصوصیت کے ساتھ اس مرض کی طرف توجہ دلاؤں جس کے متعلق خطرہ ہے کہ ہماری اگلی نسلوں کیلئے بعض صورتوں میں مہلک ثابت ہو سکتی ہے۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے خصوصیت کے ساتھ مغربی ممالک میں یہ مرض پایا جاتا ہے اور بڑھ رہا ہے لیکن میں جب غور کی نظر سے مشرقی ممالک کو دیکھتا ہوں تو ان کی حالت بھی کوئی اس سے بہت زیادہ بہتر نہیں پاتا یہاں تک کہ جب میں پاکستان کے حالات پر نظر ڈالتا ہوں تو وہاں کی جماعتوں کی حالت بھی کئی پہلوؤں سے قابلِ فکر دیکھتا ہوں۔ مجھے ایک لمبا عرصہ خدام الاحمدیہ کے ساتھ وابستہ رہنے کے نتیجہ میں اور وقف جدید کے ساتھ وابستہ رہنے کے نتیجہ میں اور انصار اللہ کے ساتھ وابستہ رہنے کے نتیجہ میں دیہاتی جماعتوں میں پھرنے کا تجربہ ہوا۔ دیہاتی جماعتوں کے حالات کو قریب کی نظر سے دیکھنے کا موقع ملا اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے میرا مزاج ایسا بنایا ہے کہ اعداد و شمار پر نظر رکھنے کی عادت ہے اس لئے میں نے تمام دَوروں میں ہمیشہ تقریریں کرنے کی بجائے تفصیل سے حالات کا جائزہ لینے کی کوشش کی۔ بعض مجالس میں تقریر کے پروگرام کے ہوتے ہوئے بھی اُس پروگرام کو منسوخ کیا اور نوجوانوں کو اور بچوں کو کھڑا کر کے اُن سے پوچھنا شروع کیا کہ بتاؤ تم نمازیں کیسے ہو۔ تمہیں نماز پڑھنی آتی بھی ہے یا نہیں آتی ہے تو پڑھ کر سناؤ اور سناتے ہو تو پھر اس کا مطلب بھی بتاؤ غرضیکہ بڑی تفصیل سے میں نے جائزہ لیا ہے اور ان دَوروں کے وقت جماعت کو مسلسل متنبہ کرتا رہا ہوں کہ جس حالت میں آج اپنے بچوں کو پاتے ہیں یہ ہرگز اطمینان بخش نہیں ہے اس لئے محض مغرب کو متہم کرنا بھی مناسب نہیں۔ مغرب کے ملکوں

کے بعض زائد ایسے محرکات ہیں جو نماز سے غیر اللہ کی طرف کھینچنے میں مزید ابتلاء پیدا کرتے ہیں لیکن مشرقی ممالک میں کچھ اور قسم کے محرکات ہیں۔ وہاں کی غربت، وہاں کی بدحالی، وہاں کے موسموں کی کڑی آزمائشیں، بہت سے ایسے محرکات ہیں جن کے نتیجہ میں انسان میں بسا اوقات گھر واپس آنے کے بعد یہ طاقت نہیں رہتی کہ اپنی اولاد کی طرف صحیح توجہ دے سکے۔ اس لئے تمام دُنیا میں جہاں جہاں بھی جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موجود ہے اور اس وقت ۱۱۷ ملکوں میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے اس میں آج کے بعد کا بقیہ سال خصوصیت سے نماز کو قائم کرنے کی کوششوں میں صرف کرنا چاہیئے۔

تربیت کا ایک عظیم الشان نقطہ

یہ درست ہے کہ خدام الاحمدیہ کی بھی ذمہ داریاں ہیں انصار اللہ کی بھی ذمہ داریاں ہیں اور نظام جماعت کی من حیث الجماعت بھی ذمہ داریاں ہیں۔ لیکن حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے..... تربیت کا جو گُر سکھایا وہ یہ نہیں تھا کہ تم اپنے نظام کے اُوپر اپنے تربیت کے کاموں کا انحصار کرو بلکہ فرمایا کہ خبردار! تم میں سے ہر ایک چرواہا ہے ایک گڈریا ہے اور تم میں سے ہر ایک اپنی رعیت کے متعلق پُوچھا جائے گا۔ یہ تربیت کا ایک ایسا عظیم الشان نکتہ ہے کہ جسے اگر قومیں یاد رکھیں یا مسلمان یاد رکھتے تو کبھی بھی وہ انحطاط پذیر نہیں ہو سکتے تھے۔ ہر فرد بشر جو ایک گھر رکھتا ہے یا گھر سے بڑھ کر اپنے معاشرہ میں کوئی حیثیت رکھتا ہے یا ارد گرد کے ایک شہر کے معاشرہ سے بڑھ کر ملک یا قوم میں کوئی حیثیت رکھتا ہے ایسے ہر شخص پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ فرمان اطلاق پاتا ہے۔ اور کیسے خوبصورت انداز میں ہمیں اپنی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ فرمایا۔ فرمایا تم میں سے ہر ایک، ایک گڈریا ہے مالک نہیں ہے۔ راع کا لفظ اس گڈریئے کے متعلق استعمال ہوتا ہے جو لوگوں کی یعنی مالکوں کی بھیڑیں لے کر اُن کو چرانے کے لئے باہر جاتا ہے۔ تو یہ نہیں فرمایا کہ تم اپنی اولاد کے مالک ہو اور تم اپنی اولاد کے بارہ میں پوچھے جاؤ گے یا جن لوگوں پر تمہارا اثر و رسوخ ہے یا جس قوم میں تمہارا نفوذ ہے اُن لوگوں یا اس قوم کے متعلق اس لئے پوچھے جاؤ گے کہ تم ان پر کوئی مالکانہ حقوق رکھتے ہو۔ فرمایا ہرگز نہیں تم جس حیثیت میں بھی ہو ایک چھوٹے دائرہ میں ایک مقام تمہیں نصیب ہوا ہے یا ایک وسیع تر دائرہ میں ایک مقام تمہیں نصیب ہوا ہے تمہارا مقام ایک گڈریئے کا سا مقام ہے اور جو کچھ تمہاری رعیت ہے جو کچھ تمہارے تابع فرمان لوگ ہیں یہ سارے خدا کی ملکیت ہیں، خدا کی بھیڑیں ہیں اور جس طرح بھیڑوں کا مالک گڈریئے سے ان کا حساب لیا کرتا ہے اور بعض دفعہ ایک ایک بھیڑ کو گن کے وصول کرتا ہے اور نقصان کے عذر قبول نہیں کرتا اسی طرح تم میں سے ہر ایک خدا کے حضور جوابدہ ہے۔ تم اپنی اولاد کے بھی مالک نہیں یہ تمہارے سپرد امانتیں ہیں اس لئے سب سے اہم ذمہ داری خود گھر والے کی ہے اور پھر حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے تفصیل سے یہ ذکر بھی فرمایا کہ گھر کی مالکہ بھی اپنے دائرہ اختیار میں مسئولہ ہوگی اس سے بھی پوچھا جائے گا۔ اور کلکم نے تو سارے بنی نوع انسان کو محیط کر لیا ہے کسی قسم کا کوئی انسان بھی اس فرمان کے دائرہ کار سے باہر نہیں رہا۔ اس لئے یہی وہ بہترین گُر ہے جسے سمجھنے کے بعد، یہی وہ بہترین ارشاد ہے جس پر عمل کرنے کے بعد ہم فی الحقیقت زندہ رہنے کا سبق سیکھ سکتے ہیں۔ اس لئے ہر وہ شخص جو کسی حیثیت سے کوئی اثر رکھتا ہے اسے نماز کا نگران ہو جانا چاہیئے ہر باپ کو اپنی بیوی اور اپنے بچوں کا نگران ہونا چاہیئے۔

اپنے اندر اسمٰعیلی صفت پیدا کریں

قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی بیوی اور اپنے بچوں کو باقاعدہ مستقل مزاجی کے ساتھ نماز کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ بہت پرانی بات ہے ہزاروں سال پہلے کا واقعہ ہے۔ تمام انبیاء قوم کو نصیحت کیا کرتے ہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اس معاملہ میں ایسی جان ڈال کر نصیحت فرمایا کرتے تھے اور اس بارہ میں ایسے بیقرار رہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے پیار اور محبت کی نظر ان پر پڑی اور قرآن کریم کی دائمی کتاب میں ان کا ذکر محفوظ فرما دیا۔ اس سے ایک اور سبق بھی ہمیں ملتا ہے کہ ہم کوئی کام خواہ کیسے ہی مخفی طور پر کریں اور دنیا کی نظر سے الگ رہ کر اوجھل رہ کر بھی کریں خواہ آباد شہروں کے بیچ میں کریں یا صحراؤں کے درمیان ایک چھوٹی سی بستی میں کریں، شہر کی گلیوں میں کریں یا اپنے گھر کے خلوت خانوں میں کریں، خدا کی نظر ہر کام پر پڑتی ہے اور جس کام کو خدا قبولیت عطا فرماتا ہے اس کام پر محبت اور پیار کی نظر رکھتا ہے اور اس کام کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔ حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس نصیحت کی جو جزاء آپ کو اُخروی دنیا میں ملے گی وہ ایک الگ جزاء ہے لیکن آپ کی مثال کو قیامت تک کے لئے دنیا کے سامنے زندہ کر کے پیش کر دینا خود اپنی ذات میں ایک اتنی عظیم الشان جزاء ہے کہ اس کی مثال کم دنیا میں دکھائی دیتی ہے۔

پس احباب جماعت کو چاہیئے کہ وہ اپنے اندر اسماعیلی صفت پیدا کریں، اپنی بیویوں کی نمازوں کی طرف متوجہ ہوں، اپنے بچوں کی نمازوں کی طرف متوجہ ہوں، اپنی بچیوں کی نمازوں کی طرف متوجہ ہوں اور یاد رکھیں کہ اس کام کو جب تک بچپن سے آپ شروع نہیں کریں گے یہ کام ثمر دار ثابت نہیں ہوگا، محنت کا ویسا پھل آپ کو نہیں مل سکتا جیسی آپ توقع رکھتے ہیں۔

(یہاں حضور پر نور نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس ارشاد کی وضاحت فرمائی جو بچے کی پیدائش کے وقت بلکہ میاں بیوی کے آپس میں تعلقات پیدا کرنے کے وقت کے لئے فرمایا ہے نیز حضور نے فرمایا کہ پہلے اس ارشاد کی اہمیت کو سمجھنا لوگوں کے لئے انتہائی مشکل تھا لیکن اب سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ بچہ ماں کے پیٹ میں ہی بیرونی دنیا کے اثرات قبول کرتا ہے)

چنانچہ اس مسئلہ پر غور کرتے ہوئے میری توجہ آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ایک اور نصیحت کی طرف مبذول ہوئی۔ آپؐ نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ جب میاں بیوی تعلقات قائم کرتے ہیں اُس وقت بھی دُعا کیا کرو اُس وقت بھی شیطان کے مس سے محفوظ رہنے کی دُعا کیا کرو اور خدا سے پناہ مانگا کرو۔

پس معلوم ہوا کہ پیدائش کے بعد تربیت کا ایک خاص مرحلہ شروع ہوتا ہے لیکن دراصل پیدائش سے پہلے بھی تربیت کا ایک مرحلہ شروع ہو جاتا ہے اور بچہ بننے کے وقت اس کے آغاز کے وقت یا اس کے آغاز کے امکان کے وقت بھی انسان کو اپنی آئندہ نسلوں کی تربیت کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور خدا تعالیٰ سے استدعا کرنی چاہیئے۔

پھر میں نے مزید غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ مضمون تو اس سے بھی زیادہ گہرا اور اس سے بھی زیادہ وسیع تر ہے۔ انبیاء کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ وہ مدتوں بعد پیدا

ہونے والی نسلوں کے لئے بھی دعا کیا کرتے تھے جن کا اُن کے زمانہ میں کوئی وجود نہیں تھا۔ وہ شہر مکہ جو آج تمام دُنیا کے لئے مرجع خلائق ہے جب اسکے کھنڈرات کو از سرِ نو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلند کرنا شروع کیا تو اُس وقت اُنہوں نے قیامت تک آنے والی اپنی نسلوں کے لئے دُعائیں مانگیں۔ پس حقیقت یہ ہے کہ تربیت کا آغاز صرف بچے کے بڑے ہونے کے وقت کا منتظر نہیں ہوتا بلکہ اُس کی پیدائش کے ساتھ اس کی پیدائش سے پہلے بلکہ اُس سے بھی بہت پہلے شروع ہو جاتا ہے۔ یعنی آپ صرف اپنی اولاد کے لئے دعا نہ کریں بلکہ اپنی اولاد در اولاد در اولاد اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی دعا کریں۔

ہر بات کا مرکزی نقطہ

ان باتوں پر غور کرتے ہوئے میری توجہ پھر اس بات پر آکر ٹھہر گئی کہ ہر بات کا مرکزی نقطہ تو دُعا بنتی ہے۔ دُعا کے بغیر کسی کوشش کو پھل نہیں لگتا۔ دُعا کے بغیر کوئی محنت ثمر دار ثابت نہیں ہوتی۔ پس وہ ماں باپ جو اپنی اولاد کی تربیت میں دُعا سے کام نہیں لیتے وہ جتنی بھی محنت کریں حقیقت یہ ہے کہ اُن کی محنت کو پھل نہیں لگ سکتا۔ اگر دُعا کے پانی کے بغیر خشک محنت کریں گے تو یاد رکھیں کہ وہ خشک نمازی پیدا کر دیں گے لیکن حقیقی عبادت کرنے والے پیدا نہیں کر سکتے۔ اس مسئلے پر غور کرتے ہوئے جب میں نے اپنے تجربے پر نظر ڈالی تو اُس وقت مجھے سمجھ آئی کہ کیوں بعض سخت گیر ماں باپ کی اولاد نماز پر تو قائم ہوئی لیکن نماز کی رُوح سے خالی رہی۔ اور جس طرح ایک مشین گھومتی ہے یا ایک روبوٹ یعنی مصنوعی مشینی انسان چلتا ہے جو بظاہر زندگی والے آثار رکھتا ہے لیکن حقیقت میں زندگی سے خالی ہوتا ہے ایسے ہی عبادتیں بھی رُوح سے خالی ہو جاتی ہیں۔

پہلی اور آخری بات

پس آخری بات یا یوں کہنا چاہیئے کہ پہلی بات جو آخری بھی ہے اور پہلی بھی ہے وہ یہی ہے کہ اپنی آئندہ نسلوں کو عبادتوں پر قائم کرنے کے لئے دُعا کی طرف متوجہ ہوں اور دعاؤں میں ابتہال پیدا کریں۔ دُعاؤں میں درد پیدا کریں۔ دعاؤں میں گریہ زاری پیدا کریں۔ دُعاؤں میں خدا تعالےٰ آپ کی بیقراری اور بے چینی کو محسوس کرے اور وہ جان لے کہ آپ واقعۃً اپنی اولادوں اور آئندہ دور تک آنے والی نسلوں کو خدا کے عبادت گذار بندے بنانا چاہتے ہیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آئندہ سفر اختیار کرنے کے لئے صراطِ مستقیم کے کنارے پر آپ کھڑے ہوں گے۔ آپ کے صراطِ مستقیم پر چلنے کا آغاز ہو جائے گا۔ پھر جُوں جُوں اس راہ میں قدم آگے بڑھائیں ہمیشہ دُعا کو یاد رکھیں اور دُعا سے اللہ تعالےٰ سے مدد مانگتے رہیں۔ دعا سے عجائب کام ہوتے ہیں حیرت انگیز پاک تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ نصیحت کو ایک نیا شعور ملتا ہے وہ نصیحت کرنے والا جو دُعا کا عادی نہیں اور دعا سے خالی نصیحت کرتا ہے اسکی نصیحت میں جان نہیں ہوتی۔ اس کی نصیحت میں رُوح نہیں ہوتی اس کی نصیحت بعض دفعہ خوبیاں پیدا کرنے کی بجائے طرح طرح کی خرابیاں پیدا کر دیتی ہے۔ ایسا شخص جو دعا کا عادی نہیں اور ہر لمحہ اُس کی اپنے خدا پر نظر نہیں، اس کی نصیحت بعض دفعہ خود اس کے لئے بھی ہلاکت کا موجب بن جاتی ہے کیونکہ اُس کی نصیحت کی خشکی اُس کے روح کے پانی کو چُوس جاتی ہے اور رفتہ رفتہ وہ خود ایک مشین بن جاتا ہے۔ بسا اوقات خشک نصیحت کرنے والا متکبر ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات ایک خشک نصیحت کرنے والا متکبر بن کر نہ صرف خود خدا کی راہوں سے دُور چلا جاتا ہے بلکہ جن کو نصیحت کرتا ہے اُن کو نیکی کی طرف بلانے کی بجائے بدیوں کی طرف دھکیلتا ہے اور ایسی نصیحتیں نہ اُس کے کام آتی ہیں اور نہ اُن کے کام آتی ہیں جن کو نصیحت کی جاتی ہے۔ کئی ملک ہیں جو مثال کے طور پہ آپ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور خدا کے نام پہ کئی تحریکات وہاں چلائی جارہی ہیں لیکن کوئی بھی اثر نہیں رکھتیں کیونکہ وہ نصیحتیں تقویٰ سے عاری ہوتی ہیں۔

آنحضرتؐ کے نمونے کا احیاء

جماعت احمدیہ کو ایسا نہیں بننا۔ جماعت احمدیہ تمام دُنیا کے لئے آج آخری نمونہ ہے .... اس لئے حضرت بانی سلسلہ کے الفاظ میں مَیں آپ سے کہتا ہوں کہ تم خدا کی وہ آخری جماعت ہو جس پہ کائنات کے خدا کی نظر ہے جس سے ساری دنیا کی زندگی وابستہ ہو چکی ہے اور یہ عظیم الشان کام ممکن نہیں ہے جب تک آپ خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والی نسلیں اپنے پیچھے چھوڑ کر نہ جائیں۔ جب تک ایسا نہ ہو کہ مرنے سے پہلے آپ کی نظریں اپنی اولاد کے چہروں پہ اس طرح پڑ رہی ہوں کہ آپ کے دل سکینت اور اطمینان سے بھر جائیں کہ ہاں ہم نے خدا کی راہ میں عبادت کرنے والی اولاد پیچھے چھوڑی ہے۔ جب تک آپ ان کا تقویٰ نہ دیکھ لیں اس وقت تک آپ کی زندگی بھی بے کار ہے اور آپ کی موت بھی بے کار ہے۔ اسلئے اس عمل کی طرف بہت زیادہ گہری توجہ دیں ہر وقت بے قراری محسوس کریں۔ کیوں آپ چین سے بیٹھتے ہیں جب اپنے گھر میں آپ اپنی اولاد کو بے نماز دیکھتے ہیں؟ جب آپ غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ آغازِ سفر کوئی انجام سفر تو نہیں۔ یہ سفر تو ایسا ہے جس میں لامتناہی مراحل آتے ہیں آپ بظاہر اپنی اولاد کو اگر دعاؤں کی مدد سے نماز پر قائم بھی کر دیں اور غور سے مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ بہت سے نماز کے ایسے آداب ہیں جن سے وہ عاری ہیں بہت سے نماز کے ایسے فوائد ہیں جو اُن کو ملنے چاہئیں اور نہیں مل رہے۔ نمازانکی توجہ دنیا سے ہٹا کر دین کی طرف نہیں کرتی اُن کا دل اُسی طرح دنیا میں اٹکا ہوا ہے جس طرح نماز پڑھنے سے پہلے اٹکا ہوا تھا۔ پس جب ان باتوں کو آپ غور کی نظر سے دیکھیں گے تو پھر اُن کی نمازوں کی حالت کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کرتے چلے جائیں گے۔

عبادت کے لامتناہی مراحل

حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ مَیں نے بعض پچھلے خطبات میں حضرت اقدس بانی سلسلہ کے اقتباسات پڑھ کے سنائے اور بڑی تفصیل سے مضمون کی گہرائی میں جاکر آپ کو سمجھانے کی کوشش کی کہ نماز کا آغاز محض وہ مقصد نہیں ہے جس سے ہم ہمیشہ کی زندگی پا سکتے ہیں نماز کے آغاز کے بعد پھر آگے لامتناہی مراحل ہیں جو مسلسل جاری رہیں گے اور اس کے سوا کوئی اور صورت ممکن نہیں ہے۔ دنیا کا کوئی عبادت کرنے والا عبادت میں اپنے آخری مقام کو نہیں پا سکتا جب تک وہ اس مضمون کو نہ سمجھے کہ جس کی عبادت کی جاتی ہے اس کا کوئی آخری مقام نہیں ہے۔ اور جب اس مضمون کو وہ سمجھ جاتا ہے تو پھر اُس آخری منزل جس کی کوئی منزل نہیں ہے، یعنی خدا تعالیٰ، اُس کی طرف مسلسل اور پیہم حرکت کا نام ہی نمازوں کی تکمیل یا نماز کے مقاصد کا حصول بن جاتا ہے۔ اس سے یہ راز ہمیں سمجھ آگیا کہ کوئی نماز جو ایک حالت پر ٹھہر جاتی ہے وہ زندہ نماز نہیں رہتی کوئی نماز کی حالت جو آگے بڑھنے سے رُک جاتی ہے وہ یقیناً زندگی کے پانی سے محروم ہوتا

شروع ہو جاتی ہے۔ عبادت ایک ایسا مضمون ہے جس میں کوئی ٹھہراؤ نہیں۔ چنانچہ جب اس پہلو کو خوب سمجھنے کے بعد آپ اپنی اولاد کی طرف متوجہ ہوں گے تو آپ اپنے نفس کی طرف بھی متوجہ ہوں گے۔ پھر آپ کو قدم آگے بڑھانے پڑیں گے تا کہ آپ کی اولاد آپ کے پیچھے پیچھے اپنے قدم آگے بڑھائے۔ پھر یہ مضمون یکطرفہ نصیحت کا مضمون نہیں رہے گا آپ خوب سمجھ لیں گے اور اس بات کا عرفان حاصل کر لیں گے کہ آپ کو ہمیشہ اپنی نمازوں کی حالت کو پہلے سے بہتر بنانا ہو گا اور اس کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کو اپنے پیچھے چلنے کے اشارے کرنے ہوں گے اپنے پیچھے چلے آنے کی تلقین کرنی ہو گی اور نمازوں کے جو پھل آپ حاصل کریں گے اُن پھلوں میں اپنی اولاد کو شریک کرنا ہو گا اس طرح اُن کو یہ معلوم ہو گا کہ یہ محض کوئی دکھاوے کا بوٹا نہیں یہ وہ پھلدار درخت ہے جسے واقعۃً اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں اور اُس کے قرب اور اس کے پیار کے پھل لگتے ہیں۔ پھر یہ نمازیں ثمردار ہو جائیں گی۔ پھر یہ نمازیں ہمیشہ نشوونما پاتی رہیں گی۔ پس نماز کی حقیقت کی طرف نظر کریں گہرائی سے اپنی اولاد کا جائزہ لیں اور پھر اپنا جائزہ لیں اور پھر دونوں مل کر دعائیں کرتے ہوئے سفر کو آگے بڑھاتے چلے جائیں۔

خصوصیت سے دعائیں کرنے کا وقت

اس راہ میں بہت ہی محنت درکار ہے۔ بہت سے مراحل آتے ہیں جب انسان تھک جاتا ہے ہمت ہار دیتا ہے سمجھتا ہے کہ کب تک میں یہ کام کرتا رہوں گا۔ بسا اوقات مہینوں سالوں تک اپنی اولاد کو نصیحت کرتا ہے اور اولاد اُس کی طرف متوجہ نہیں ہوتی۔ بعض دفعہ دل میں سخت درد پیدا ہوتا ہے کہ میں کیا کروں کس زبان سے ان کو سمجھاؤں کہ عبادت میں تمہاری زندگی ہے مگر بندہ عاجز ہے بے بس ہے اُس کی کوئی پیش نہیں جاتی لیکن یاد رکھیں ایسے موقعوں پر ہرگز مایوس نہیں ہونا۔ اس وقت پھر یاد کریں کہ درحقیقت آپ کا تمام تر انحصار عاجزانہ دُعاؤں پر ہے۔ ایسی صورت میں جب اپنی نصیحت کی ناکامی سے دل میں دُکھ محسوس کریں وہ وقت خصوصیت کے ساتھ دعا کا وقت ہے میں جانتا ہوں کہ آپ میں سے بہتوں نے یہ تجربہ کیا ہو گا یا کئی ایسے بھی ہیں جن کو شاید ذاتی طور پر اس بات کا تجربہ نہ ہوا ہو اس لئے اُن کو بتانے کی خاطر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں نے بارہا اپنی زندگی میں یہ محسوس کیا ہے کہ اگر دُعا کی طرف متوجہ ہو جائیں تو مایوسی کے وقت مایوسی میں سے زندگی کا پانی نکلتا ہے۔ جب آپ کی کوششیں بے کار جا رہی ہوں جب کوئی نتیجہ نہ نکل رہا ہو اس وقت اگر آپ خدا کو الحاح کے ساتھ پکاریں عاجزی اور خشوع کے ساتھ پکاریں تو اُن ہی ناکامیوں میں سے مراد کا ایک ایسا چشمہ پھوٹتا ہے جو سلسبیل بن جاتا ہے اور ہمیشہ کے لئے آپ کو زندگی بخشتا ہے۔

پس اس رُوح کے ساتھ اپنی اولاد کو نمازوں پہ قائم کریں اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے آپ کو آغاز بہر حال پہلے سبق سے کرنا ہو گا۔ پہلے اُن کو روزمرہ کی نمازوں کی عادت ڈالنی ہو گی۔ لیکن یاد رکھیں یہ کام سختی سے نہیں ہو گا۔ دُعا کے بعد آپ کے دل میں ایک قسم کی نرمی پیدا ہو جائے گی، دعا کے بعد آپ کے دل میں ایک قسم کا عجز پیدا ہو جائے گا اور دُعا کے نتیجہ میں آپکی اولاد کے دل بھی نرم ہوں گے۔ پھر آپ اُن کو پیار اور محبت سے سمجھائیں۔ اور ضروری نہیں کہ پہلے دن ہی آپ کی اولاد پانچ وقت کی نمازی بن جائے۔ ضروری نہیں کہ آپ کی اولاد جب پانچ وقت کی نمازی بن جائے تو وضو میں بھی ویسا ہی اہتمام کرتی ہو اور دیگر لوازمات میں بھی ویسا ہی اہتمام کرتی ہو۔ آپ کو ایسی خواتین بھی ملیں گی ایسی بچیاں بھی ملیں گی جو اپنے سنگھار کو بچانے کی خاطر تیمم کر لیں گی۔ اُس وقت ان کو تحقیر کی نظر سے نہ دیکھیں، اس وقت ان کو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنائیں ورنہ آپ کی نصیحت سارا اثر کھو دے گی۔ آپ اُن کے قریب آنے کی بجائے اُن سے دُور ہٹ جائیں گے اور دُور کی آواز وہ اثر نہیں کرتی جو قریب کی آواز اثر کرتی ہے۔ ایک محبت کرنے والا جو اپنے محبوب کے کان میں سرگوشی کرتا ہے دُنیا کا بلندترین آواز رکھنے والا انسان بھی اپنی آواز میں وہ اثر نہیں دیتا جو دور کی آواز پیدا کرتی ہے اس لئے آپ قریب رہیں۔

اس راز کو سمجھیں اور یاد رکھیں

یاد رکھیں اور یہ راز سمجھ لیں اسے کبھی نہ بھولیں کہ اگر کامیاب نصیحت کرنی ہے تو آپ کو ہمیشہ اپنی بیوی اور اپنے بچوں کے قریب رہنا ہو گا۔ روحانی طور پر اپنے دلی تعلقات کے لحاظ سے اپنے جذبات کے لحاظ سے کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس سے آپ اور ان کے درمیان کوئی خلیج حائل ہو جائے۔

حوصلہ کریں وسعت قلبی کا ثبوت دیں اُن کی کمزوریوں کو دیکھیں تو اپنی کمزوریاں بھی تو یاد کیا کریں۔ آپ بھی کب پہلے دن ہمیشہ کے نمازی بن گئے تھے۔ کئی مراحل میں سے آپ گزرے ہیں۔ کئی اَور کمزوریاں ہیں جو آپ کی ذات میں موجود ہیں جن کے ساتھ آپ زندہ رہے ہیں، جن کے ساتھ آپ نے ایک قسم کی صلح کر رکھی ہے۔ آخر وہ بھی تو انسان ہیں۔ اُن کے اندر بھی کمزوریاں ہیں اُن کے اندر بھی ایسے جذبات ہیں جو بچپن کی عُمر میں بعض دفعہ غیر اللہ کی طرف زیادہ مائل ہو جایا کرتے ہیں۔ اور اُن کی تادیب کی ضرورت ہے ان کو رفتہ رفتہ تربیت دے کر ایک خاص نہج پر چلانے کی ضرورت ہے۔ اس لئے یہ شوخیاں اور تیزیاں اور تحقیر کی باتیں کام نہیں دیں گی۔ حوصلہ کرنا ہو گا مگر حوصلے کا یہ مطلب نہیں کہ آپ اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ میں نے دو طرح کے لوگ دیکھے ہیں بعض اپنی اولاد سے اس قسم کے حوصلے کا سلوک کرتے ہیں کہ وہ جو مرضی کرتی رہے ان کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ یہ حوصلہ نہیں ہے یہ تو بے حسی ہے، یہ تو موت ہے۔ حوصلہ یہ ہے کہ انسان دکھ محسوس کرے اور دُکھ، دُکھ کے ساتھ رہے اور اس دُکھ کو برداشت کر کے پھر اخلاق کا ثبوت دے۔ اگر آپ ان کمزوریوں کو دیکھیں اور آپ کی رُوح بے چین نہ ہو جائے تو خدا کی قسم! آپ حوصلے والے نہیں، آپ مُردہ ہو چکے ہیں۔ تکلیف کی آزمائش کے وقت حوصلہ دکھانا اور اُن محرکات کے وقت غصّے کو قابو میں رکھنا جبکہ انسان لازماً طیش کا شکار ہو جاتا ہے اس کو حوصلہ کہتے ہیں اور تربیت کے لئے اس حوصلے کی ضرورت ہوتی ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ایک ایسے صحابی روایت کرتے ہیں جو ایک لمبے عرصے تک اسلام سے غافل رہے اور صحرا میں انہوں نے پرورش پائی اس لئے شہروں کے آداب اور اخلاق اور اطوار سے وہ ناواقف تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب میں پہلی دفعہ مدینہ میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا تو مجھے نہ تو شہری تہذیب و تمدن کا کوئی حال معلوم تھا نہ نماز کے آداب سے واقفیت تھی۔ چنانچہ نماز کے دوران میں نے ایسی حرکتیں کیں جو نماز میں نمازی کو زیب نہیں دیتیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب نماز ختم ہوئی تو اردگرد سے صحابہ کی نظریں مجھ پہ اس طرح پڑیں جیسے مجھے کھا جائیں گے کیونکہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام تھے اور صحابہ جانتے تھے کہ یہ حرکتیں آپؐ کی نماز میں خلل انداز ہوئی ہیں اور یہ چیز وہ صحابہ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

انہوں نے محسوس کیا کہ جیسے سارے لوگ خونی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہے ہیں کہ یہ میں نے کیا خبیثانہ حرکتیں کی ہیں کہتے ہیں میں نے خوف محسوس کیا لیکن اچانک میری نظر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پر پڑی آپؐ کی آنکھوں میں پیار بھرا ہوا تھا۔ ایسی محبت تھی ایسی شفقت تھی جیسے ماں بہت ہی پیار کی حالت میں اپنے بچے کو دیکھ رہی ہو۔ آپؐ نے فرمایا دیکھو! نماز میں یوں نہیں کیا کرتے یوں کیا کرتے ہیں۔ آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ نماز کس طرح پڑھا کرتے ہیں۔ ایسی ایک نہیں دو نہیں بیسیوں مثالیں ہیں۔ بڑوں کے ساتھ بھی آپ نے شفقت اور حلم کا ثبوت دیا، چھوٹوں کے ساتھ بھی آپؐ نے ایسا ہی سلوک فرمایا، جاہلوں کے ساتھ بھی عالموں کے ساتھ بھی۔ یہ وہ مربی ہے جو ساری دُنیا کو زندہ کرنے پر مامور فرمایا گیا تھا۔ اس مربی کے آثار کو اپنی ذات میں اپنے وجود میں جاری کرنا ہوگا اور اس مربی سے خود زندگی کے گُر پانے ہوں گے اور زندہ کرنے کے گُر سیکھنے ہوں گے۔ اس لئے اپنی اولاد اور اپنی بیویوں کی تربیت میں ہرگز نہ عجلت سے کام لیں، نہ سہل انگاری سے کام لیں دونوں چیزیں مہلک ہیں۔ نہ اُن کی بیماریوں سے غافل ہوں نہ اُن کی بیماریوں سے بے پرواہ ہوں۔ اپنے احساس کو زندہ رکھیں اور اُس دُکھ کو زندہ رکھیں جو برائیوں کو دیکھنے کے نتیجہ میں ایک مومن کے دل میں لازماً پیدا ہوتا ہے۔

دعا وہی ہے جو درد سے پیدا ہوتی ہے

میں نے بارہا جماعت کو پہلے بھی متوجہ کیا ہے کہ سارے قرآن کریم میں حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ایک بھی اشارہ نہیں ملتا کہ بدی کو دیکھ کر آپؐ غصہ میں آجاتے ہوں ہاں بدی کو دیکھ کر آپؐ بے حد رنجیدہ ہو جاتے، بے حد دکھ محسوس کرتے تھے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کو بار بار آپؐ کو متوجہ فرمانا پڑا .... اے محمد! ان ظالموں کے لئے تو کیوں اپنے نفس کو ہلاک کرتا ہے۔ کیا تو اپنے آپ کو غم سے ہلاک کرلے گا کہ یہ مومن نہیں ہوتے؟ کہیں بھی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غضب ناک ہونے کا ذکر نہیں ملتا لیکن بے انتہاء دردناک ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ پس آپ بھی اپنی نسلوں کو کبھی نمازوں پر قائم نہیں کرسکیں گے جب تک آپ اُن کے لئے درد محسوس نہ کریں۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے درد دُعا بن جایا کرتا ہے۔ اور وہی دُعا ہے جو درد سے پیدا ہو اس کے سوا کوئی دعا نہیں ہے۔ وہی دعا مقبول ہوتی ہے جس کے ساتھ دل پگھلا ہوا ہو۔ پس دیکھیں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت حسنہ پر غور کرنے سے کیسے کیسے زندگی کے راز ہمیں ملتے ہیں۔ ایک انسانی زندگی کے نہیں، ایک قومی زندگی کے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے تمام انسانوں کی زندگی کے راز سیرت نبوی میں مضمر ہیں اور اسی سے ہمیں سیکھنے ہوں گے۔ پس اپنی اولاد کو نمازوں کی طرف اس طرح متوجہ کریں اور پھر رفتہ رفتہ آگے بڑھیں۔ اُن سے نمازیں سُنیں اگر ٹھیک نماز نہیں آتی تو اُن کو سکھانا شروع کریں۔ اور اس وقت آپ میں سے بہت سے ایسے بھی نکلیں گے جنہیں یہ احساس پیدا ہوگا کہ خود ان کو بھی نماز صحیح نہیں آتی۔ جب ترجمہ سکھانے کا وقت آئے گا تو آپ میں سے بہت سے ایسے بھی ہوں گے جن کو خود نماز کا ترجمہ نہیں آتا ہوگا۔ جب یہ بتانے کا وقت آئیگا کہ جو کچھ پڑھتے ہو دل لگا کر پڑھنے کی کوشش کرو تو بہت سے ایسے بھی ہوں گے جن کو یاد آئے گا کہ وہ خود بھی تو دل لگا کر نہیں پڑھتے۔ اُن کی تربیت ایسی ہوگی جو دوطرفہ ہوگی۔ آپ اپنی اولاد کو زندگی کا پانی عطا کر رہے ہوں گے اور آپ کی اولاد آپ کو زندگی کا پانی عطا کر رہی ہوگی۔

میرے دل میں درد اور غم کی آگ لگی ہوئی ہے

یہ مضمون ایسا ہے کہ میں کبھی اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے تھک نہیں سکتا۔ میرے دل میں اس بارہ میں درد اور غم کی ایک ایسی آگ لگی ہوئی ہے کہ آپ ہی سے بہت سے اس کا تصور نہیں کرسکتے۔ ہرگز میں اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے والا نہیں ہوں گا جب تک اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے مجھے یہ چین نصیب نہ ہو جائے کہ جماعت نماز کے معاملہ میں آج سے سینکڑوں گنا زیادہ بیدار ہو چکی ہے اور ہم اگلی صدی میں اس طرح خدا کے حضور سر جھکا کر داخل ہو رہے ہیں کہ ہم اور ہماری بیویاں ہماری مائیں اور ہماری بیٹیاں اور ہماری بہنیں اور ہمارے بھائی، سارے بڑے اور سارے چھوٹے خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے، اس کی عبادت کی روح کو سمجھتے ہوئے عاجزانہ طور پر آئندہ نسلوں کے انسانوں کے لئے دعائیں کرتے ہوئے اگلی صدی میں داخل ہو رہے ہیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اللہ کرے کہ ہمیں اس کی توفیق ملے"۔

(مرتبہ ی۔ س۔ م)

راہِ وفا

روشن ہیں جو سینوں میں عزائم کے شرارے
بڑھتے ہی چلے جائیں گے ہم رنگِ صبا ہم
کیا ہم کو ڈراتے ہو زمانے کی ہوا سے
وہ خادمِ اسلام نہیں۔ دشمنِ دیں ہے
معلوم نہیں اُس کو۔ کہ یہ طنز کے نشتر
لب بستہ و خاموش ہیں غنچوں کی طرح ہم

بھرتے ہی چلے جائیں گے ہر گام طرارے
ہر گام ہے تائیدِ خدا ساتھ ہمارے
اُڑتے ہوئے دیکھے ہیں بہت ہم نے غبارے
جو دل میں اُنی جہل و تعصب کی اُتارے
مہمیز لگاتے ہیں ارادوں کو ہمارے
اشکوں کی طرح بکھرے ہیں گو خواب ہمارے

لَو اس کی ہی رکھتے ہیں نہاں خانۂ دل میں
جو چاند تھا اور جس کے تھے اصحابؓ ستارے[1]

ہم ہار نہ مانیں گے کبھی اہلِ جفا سے
ہے ہم کو یقیں غلبۂ دیں ہو کے رہیگا
جب تازہ کوئی زخم ملا راہِ وفا میں
روشن کئے ہم مشعلِ جاں چلتے رہے ہیں
صد شکر کہ تُو نے ہمیں توفیق عطا کی
اب دور نہیں منزلِ اُمید ہماری

ہے قافلۂ اہلِ وفا ساتھ ہمارے
طوفاں ہی سے ابھریں گے کسی روز کنارے
ہم جُھک گئے سجدے میں وہیں شکر کے مارے
ظلمات کی یلغار سے ہمت نہیں ہارے
صدقے ترے احکام کے جاؤں اسے اللہ رے
دیتے ہیں خبر صبح کی بجھتے ہوئے تارے

ثاقبؔ انہیں ضو دیتے رہو سوزِ یقیں سے
بن جائیں گے اک روز یہی اشک شرارے

(ثاقب زیروی)

[1] حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میرے اصحاب نجوم کی طرح ہیں ....

الفضل کے خریداران سے ضروری التماس

ادارہ الفضل ہفتہ میں الفضل کا ایک شمارہ خطبہ نمبر کے طور پر شائع کرتا ہے۔ جس میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبہ جمعہ کا مکمل متن شائع کیا جاتا ہے۔ الفضل کے ایسے خریداران جن کے خریداری نمبر کے ساتھ انگریزی حرف K لکھا ہوتا ہے، ان کو صرف خطبہ نمبر ہی بھجوایا جاتا ہے۔ اگر ایسے خریدار روزانہ اخبار کے مستقل خریدار بننا چاہتے ہوں تو وہ اپنے خریداری نمبر اور اپنے شہر کے پوسٹ کوڈ نمبر سے ادارہ کو مطلع فرمائیں۔

(مینجر الفضل ربوہ)

کینیڈا کے لئے حضور کا پیغام

جماعت احمدیہ کینیڈا کے جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت امام جماعت احمدیہ کا پیغام

احمدیت کی جان سچائی اور دیانت میں ہے

ملک کی اقتصادی تعمیر، منشیات اور سماجی خرابیوں خلاف مہم میں بھی حصہ لیں

بفضلِ خدا کینیڈا کی جماعت روبہ ترقی ہے اور اسمیں بہت سی صلاحیتیں ہیں

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کینیڈا کے جلسہ سالانہ کے موقع پر جو پیغام ارسال فرمایا وہ ہفت روزہ النصر لندن نے ۴ نومبر ۱۹۸۸ء جلد ۴ شمارہ ۳۹ میں شائع کیا ہے۔ ذیل میں حضور کا ارشاد پیشِ خدمت ہے۔

میرے پیارے بھائیو اور بہنو! .... کینیڈا سے جماعت کی بیداری کی جو خبریں مل رہی ہیں وہ بالعموم خوش کن ہیں، خدا کے فضل سے تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ جو باہر سے آنے والے ہیں ان کو جماعت کے اندر فعال کارکن کے طور پر جذب کرنا اور مغرب کے بداثرات سے بچانا، یہ دو بڑے اہم کام ہیں، پھر ان سے دعوت الی اللہ کا کام لینا اپنی ذات میں بہت ہی توجہ چاہتا ہے۔ اسکی طرف انہیں بار بار توجہ دلانے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ کام محض نصیحتوں سے نہیں ہو گا بلکہ بچوں کی طرح سکھانا پڑتا ہے۔ پھر آپ کو ان کے لئے جامع نافع منصوبہ تیار کر کے اس کی پیروی کرنا ہو گی اور کتب وغیرہ کی تیاری بھی کرنی ہو گی، یہ سارے اہم کام ہیں، اگر توجہ سے شروع کریں گے تو خدا کے فضل سے اتنی تعداد ہو چکی ہے کہ ایک دو سال میں اس محنت کو عظیم الشان پھل لگنے شروع ہو جائیں گے۔

ان نئے آنے والوں میں ایسا کمزور طبقہ بھی ہو سکتا ہے جو اپنے ساتھ بعض غلط روایات بھی لے کر آیا ہو۔ مالی لین دین اور سچ بولنے کے لحاظ سے معیاری نہ ہو۔ ایسی کمزوریوں کو ہرگز نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ یاد رکھیں احمدیت کی جان سچائی اور دیانتداری میں ہے۔ جماعت کا کوئی منصوبہ کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک جماعت کی بھاری اکثریت سچائی پر قائم نہ ہو جائے۔ (دعوت الی اللہ کے) لحاظ سے اس وقت آپ کے پاس جو عددی طاقت ہے اس کا صحیح استعمال ہو تو دسیوں کی بجائے ہزاروں کی تعداد میں سالانہ بیعتیں ہو سکتی ہیں اور ہونی چاہیئے۔ آپ کے ملک نے جماعت کے ساتھ احسان کا معاملہ کیا ہے جبکہ دیگر مغربی ممالک سے بہت کم ایسے ہیں جنہوں نے کینیڈا جیسا سلوک کیا ہو۔ اس پہلو سے جرمنی کے بعد کینیڈا امر فہرست ہے۔ اس لئے (کیا احسان کا بدلہ احسان کے سوا کچھ ہو سکتا ہے) کا مضمون احمدیوں کو نہیں بھلانا چاہیئے اور جماعت کی انتظامیہ کو بار بار انہیں یاد دلانا چاہیئے کہ وہ اچھے شہری بنیں۔ حسن و احسان کے ذریعہ وسیع تعلقات بنائیں اور برائیاں دور کرنے میں حکومت سے تعاون کریں۔ (منشیات) DRUG ADDICTION اور سوشل EVILS (سماجی خرابیوں) کو دور کرانے کے لئے جو پروگرام حکومت بناتی ہے، اس کی صف اول میں احمدیوں کو ہونا چاہیئے۔

ملک کی اقتصادی تعمیر کے سلسلہ میں بھی جماعت کو حصہ لینا چاہیئے، میں اس ضمن میں جو کمیٹیاں مقرر کر کے آیا تھا وہ سو گئی ہیں یا رپورٹ نہیں کرتیں۔ اس لئے اس طرف توجہ کریں، جماعت کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اقتصادی طور پر ملک کے تعمیری کاموں میں بھرپور حصہ لینے کے لئے کہاں سے رہنمائی مل سکتی ہے۔ اگر کمیٹی مقرر ہو جائے اور عامۃ الناس کو پتہ ہی نہ ہو تو کمیٹی کا قیام بیکار اور بے مقصد ہو گا۔ اس لئے اس طرف بھی توجہ ضروری ہے۔ اس چند سطور میں اوّل طور پر میری مخاطب انتظامیہ اور مجلسِ عاملہ ہیں لیکن اس جلسہ عام میں ان امور کو سب کے سامنے بیان کرنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ سب احمدی احباب مرد و زن آگاہ ہو جائیں کہ میں ان خطوط پر سوچ رہا ہوں اور اگر ان خطوط پر کام جاری نہیں ہوتا تو وہ بھی نگران رہیں اور مجھے مطلع کرتے رہیں۔

ایک دفعہ پھر کہنا چاہتا ہوں کہ بفضلِ خدا کینیڈا کی جماعت تیزی سے روبہ ترقی ہے اور اس میں بہت سی صلاحیتیں ہیں، اگر وہ بروئے کار لائی جائیں تو آپ دنیا کی صفِ اوّل کی جماعتوں میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ زیادہ تر فکر مجھے اس بات کی رہتی ہے کہ پاکستان سے آنے والے خاندان اس زہریلے مغربی ماحول سے متاثر ہو کر اپنا راستہ نہ بھول جائیں اور فاتح بننے کی بجائے مفتوح نہ ہو جائیں۔ اللہ کرے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی یہ دعا آپ کے حق میں پوری ہو۔

معیاری بیکری کا نام

رحمٰن بیکرز

اقصیٰ روڈ ربوہ

فون: 330

تقریبات کیلئے آرڈر پر بھی مال تیار کیا جاتا ہے

بیماری نہیں چھوڑتی؟

۱۔ ٹیسٹوں اور ایکسرے وغیرہ سے تشخیص نہ ہو سکے۔
۲۔ دوائیں چند دن کے بعد بے اثر ہو جائیں۔
۲۔ طبیعت دواؤں کو برداشت نہ کرے۔
۴۔ مریض خطرناک اپریشن سے ڈرتا ہو یا
۵۔ ایک سے زیادہ متضاد بیماریاں اکٹھی ہوں تو
....؟

ان مسائل کا حل کیوریٹو لٹریچر میں ملے گا
۳/ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیجکر یا کیوریٹو سٹاکسٹوں سے طلب کریں۔ ڈاکٹرز کیلئے فری۔

کیوریٹو میڈیسن کمپنی (شعبہ اشاعت) گولبازار ربوہ

فون: ۶۰۶-۶۰۷-۷۷۱

ہمارے ہاں گاڑیوں کے ٹائر و ٹیوب ولکنائز کیئے جاتے ہیں نیز گاڑیوں کے سلنسر ویلڈنگ کیئے جاتے ہیں اور سٹین لیس سٹیل کے برتنوں کو مضبوط ٹانکا لگایا جاتا ہے۔ کام تسلی بخش کیا جاتا ہے

منصور سائیکل اینڈ ویلڈنگ ورکس

پروپرائیٹر، منصور احمد بوٹا) اقصیٰ چوک ربوہ

• نرینہ اولاد کی کمی
• اٹھراء • سوکڑا
کا علاج قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ اوّل حضرت حکیم مولانا نورالدین کی بیاض کے عین مطابق ادویات تیار کرتے ہیں۔
• نیز دیگر ادویات بھی آرڈر پر تیار کی جاتی ہیں
• بذریعہ خط و کتابت بھی علاج کیا جاتا ہے

(رجسٹرڈ)

المعاون صحت دواخانہ

جلال پور روڈ (نزد احمدیہ بیت الذکر) حافظ آباد

پوسٹ کوڈ ۵۲۱۱۰

نیا دور، نیا سال مبارک ہو

حکیم منور احمد عزیز دواخانہ (رجسٹرڈ) چک چٹھہ ضلع گوجرانوالہ

سستے پلاٹ اور کالونی میں سب سے بلند مقام پر

کہکشاں ہاؤسنگ سکیم

(مجید بلاک) حکومت پاکستان سے منظور شدہ

اپنی تمام سہولتوں کیساتھ کمرشل و رہائشی پلاٹس کو اپنی پوری صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس سکیم کو ہر طرح سے خوبصورت بنا رہے ہیں کہکشاں ہاؤسنگ سکیم میں نہایت کم قیمت پر پلاٹوں کی فروخت جاری ہے مندرجہ ذیل پلاٹوں کی خرید و فروخت کیلئے پتہ ذیل سے رابطہ کریں

۱۷ تا ۳۰، ۱۸۱ تا ۱۹۹، ۲۰۱ تا ۲۱۲ — ۲۲۳ تا ۲۲۷، ۱ تا ۶، ۲۳۸، ۲۳۹ اور ۲۵۳ تا ۲۹۹ —

عبدالمجید معرفت رزاق ریفریجریشن سروس ریلوے روڈ ربوہ

انگریزی ادویات اور ٹیکہ جات کا مرکز۔
کنٹرول ریٹ پر اور بارعایت
بہتر تشخیص ، مناسب علاج

کریم میڈیکل ہال

گول امین پور بازار - فیصل آباد

معدہ کیلئے مفید

عرق نور

قیمت ۲۰/-

سرمہ طفیل

کورس تین شیشی قیمت ۱۲/-

مرض مریض کی نبض دیکھ کر بتائی جاتی ہے

حکیم محمد طفیل

معرفت کوٹھہ کلاتھ ربوہ

فون 704

DWARFISHNESS
COURSE

چھوٹا قد کورس

تین ماہ کی ادویات پر مشتمل کورس قیمت ۱۰۰/- علاوہ ڈاک خرچ

لٹریچر ۳/ کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں

کیوریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون: ۶۰۶/ ۷۷۱

ہر قسم کا کاغذ، بکس بورڈ، گتہ بارعایت خریدنے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں۔

مقبول پیپر مارٹ

گنپت روڈ لاہور

فون ۶۳۸۴۹ / ۵۲۶۶۷

رہائش: سی - ۱۰۹ ماڈل ٹاؤن ۸۵۸۹۱۱

پروپرائیٹر: ملک عبداللطیف ستکوہی

بیکری، کنفکشنری، شربت آئس کریم سوڈا واٹر۔ چاولوں اور کھانوں کیلئے

ایس کے اے کیمیکلز فیصل آباد کے

• فوڈ کلرز اور ایسنس ہمیشہ استعمال کریں

SKA

سول ڈسٹری بیوٹرز

داؤد ٹریڈرز

گول صابن والا فیصل آباد

فون: ۲۳۲۵۸

کراچی میں معیاری سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

685511

الکریم جیولرز

بازار فیصل - کریم آباد (چورنگی) کراچی

پروپرائیٹرز:
میاں عبداللطیف شاہ کوٹی اینڈ سنز

ہر قسم کی عماراتی لکڑی دیودار، کیل، چیل، پڑتل کیلئے ہمارے ہاں رجوع فرمائیں

سٹار ٹمبر سٹور

۵۳- فیروز پور روڈ بالمقابل تھانہ اچھرہ لاہور

فون: ۴۱۰۶۱۷

نرینہ اولاد سے محروم بے اولاد، مرض اٹھراء کی شکار دکھی عورتوں کیلئے

دواخانہ حکیم نظام جان

چوک جان محمد - معصوم شاہ روڈ ملتان

ہر ماہ کی ۲۵-۲۶-۲۷-۲۸ تاریخ کو حکیم انوار احمد جان مطب فرماتے ہیں۔

نجات اِن کو عطا کر گندگی سے
رہیں خوشحال اور فرخندگی سے
وہ ہوں میری طرح دیں کے منادی
عیاں کر اِن کی پیشانی پہ اقبال
بچانا ان کو ہر غم سے بہرحال
نہ دیکھیں وہ زمانہ بے کسی کا
یہ ہو مَیں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا

برات اِن کو عطا کر بندگی سے
بچانا اے خدا! بدزندگی سے
فسبحان الذی اخزی الاعادی
نہ آوے ان کے گھر تک رعب دجال
نہ ہوں وہ دکھ میں اور رنجوں میں پامال
مصیبت کا، الم کا، بے بسی کا
جب آوے وقت میری واپسی کا

والسلام
خاکسار

مرزا طاہر احمد (امام جماعت احمدیہ)

مجلسِ عرفان

حضرت امامِ جماعت احمدیہ کی روح پرور مجلسِ عرفان

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے یکم مارچ ۱۹۸۶ء کو بیت الفضل لنڈن میں ایک مجلسِ عرفان میں جو ارشادات فرمائے وہ ہفت روزہ "النصر" لندن ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۸ء نے صلا پر شائع کئے ہیں۔ ادارہ مذکور کے شکریہ کے ساتھ یہ ارشادات ذیل میں درج ہیں۔

سوال، گوشت کھانا کیوں جائز ہے؟

(ایک ہندو دوست کا سوال)

جواب: فرمایا کہ پہلے آپ یہ فرمائیں کہ گوشت کھایا کیوں نہ جائے۔ منطق کا یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ کسی چیز کے نفی ہونے کے متعلق دلیل دی جاتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی چیز موجود ہو تو یہ دلیل دی جاتی ہے کہ اس کو موجود کیوں نہ ہونا چاہیئے۔ یہ ہے اصل استدلال لیکن آپ کا استدلال منفی ہے۔ گویا گوشت نہ کھایا جانا تو ایک معقول بات ہے اور اسکے حق میں تو دلائل موجود ہیں اس لیے گوشت کھانے کے حق میں دلیل دو۔ میں اس کے برعکس آپ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ گوشت کیوں نہ کھایا جائے۔ کیونکہ کھانے سے تو مفر نہیں۔ انسان نے کھانا تو بہرحال کھانا ہی ہے اس لیے جو میسر آئے وہ کھایا جائے سوائے اس کے کہ تجربہ بتائے کہ وہ چیز زہریلی یا گندی ہے اور اس سے نقصان ہوتا ہو چنانچہ جتنے بھی قدیم مذاسب ہیں ان میں سب کچھ کھانے کی اجازت ہے لیکن مذہب نے ترقی کرنے کے بعد نسبتاً زیادہ پابندی لگا دی ہے۔ جن ممالک میں مذہب کا اثر بالکل نہیں یا بہت پرانا مذہب تھا جس کا اثر زائل ہوتے ہوتے مٹ گیا وہاں سب کچھ کھانے کی اجازت ہے۔ چین جہاں کنفیوشس ازم ہوتا تھا اور پھر رفتہ رفتہ مٹ گیا اور اب وہاں صرف ایک تہذیب رہ گئی ہے وہاں ہر چیز کھانے کی اجازت ہے۔ ہر قسم کے جانور کیڑے مکوڑے جو مار لیں وہ کھالیں۔ یہاں تک کہ کھانا مسئلہ بن گیا۔ ہر چیز کھا کھا کر غائب کر دی وہاں تو کُتے بھی کم دکھائی دیتے ہیں کیونکہ وہ ہر چیز کھانے کے قائل ہیں ان کو یہ دلیل دینی پڑے گی کہ کوئی چیز کیوں نہ کھائی جائے۔ اس ملک میں جانے والوں کے لئے یہ بات ایک دردِ سر بن گئی ہے کہ کھانے کو معلوم کیا ملے؟ ایک پاکستانی دوست کے متعلق کسی نے بتایا (معلوم درست ہے یا نہیں) کہ وہ ہانگ کانگ گئے اور ایک چینی ہوٹل میں ٹھہرے۔ وہ ڈر رہے تھے کہ حرام چیز نہ کھالیں چنانچہ انہوں نے حفظِ ماتقدم کے طور پر ایک لسٹ تیار کی جس میں بندر، چوہا مینڈک، چھپکلی، کیڑے مکوڑے غرضیکہ جو انکے ذہن میں آیا، اُسے لسٹ میں شامل کر لیا اور بیرے کو بلا کر وہ لسٹ دے دی اور اسے کہا کہ ان چیزوں میں سے کوئی بھی انہیں کھانے کو نہ دی جائے۔ بیرے نے انہیں تسلی دلائی اور کہا کہ فکر نہ کرو ایسی کوئی چیز نہیں دی جائے گی۔ جب رات کا کھانا آیا تو کھاتے کھاتے انہوں نے محسوس کیا کہ گرمی سی لگ رہی ہے اور جوش سا آرہا ہے رات بڑی مشکل سے گزری، طبیعت میں جوش آتا رہا۔ صبح اُٹھ کر اس نے بیرے سے پوچھا کہ تم نے رات والی لسٹ میں سے تو کوئی چیز نہیں کھلا دی۔ اس نے جواب دیا کہ بالکل نہیں۔ میں نے تو آپ کو کُتے کا گوشت کھانے کو دیا تھا جو آپ کی لسٹ میں شامل نہیں تھا۔ جن قوموں میں یہ شعور نہیں وہ سب کچھ کھاتے ہیں۔ جب تک مذہب کسی چیز کو حرام نہ کرے اسوقت تک یہ بحث نہیں اٹھتی کہ کوئی چیز حرام ہے۔ کسی چیز کو حرام قرار دینے کے لیے دلیل کی ضرورت ہے حلال ہونے کیلئے دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ زندگی کی بقاء کی جدوجہد کے لیے یہی مضمون انسان کی فطرت میں رکھا گیا ہے اور یہی انسان نے آغاز آفرینش سے لیکر اب تک اپنے تجربے کی بناء پر سیکھا ہے کہ ہر چیز حلال ہے سوائے اس کے کہ حرام ہونے کی وجہ موجود ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ حُرمتیں دو طرح کی ہیں ایک زہر کی حُرمت جو تجربے سے حاصل ہوتی ہے اور دوسری مذہبی حُرمت جسکے پیچھے کوئی دوسری فلاسفی ہوتی ہے اور وہ نبوت سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کے سوا کوئی راستہ نہیں رہتا۔ اب چونکہ نبوت نے ہمیں اکثر جانوروں کا گوشت کھانے سے منع نہیں کیا اور نہ ہی اسمیں ہم نے زہر کی حُرمت پائی اس لیے اس کا کھانا جائز سمجھتے ہیں۔

دَوا تدبیر ہے اور دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

تریاقِ معدہ کھانا ہضم کرتا بھوک بڑھاتا اور طبیعت اور شگفتہ اور بحال رکھتا ہے۔ قیمت -/۱۴

شربت صدر جوشاندہ کے اجزاء مؤثر کا بہترین مرکب نزلہ وزکام اور کھانسی کیلئے مفید ہے قیمت -/۱۶

نعمانی سیرپ تبخیر معدہ، تیزابیت خرابی ہاضمہ کے لیے قیمت -/۱۶

تریاقِ دمہ پرانی بلغمی کھانسی اور دمہ کا شافی علاج۔ مکمل کورس قیمت -/۴۰

اکسیر پائیوریا دانتوں اور مسوڑھوں کی شکایات کیلئے قیمت -/۱۶

تریاق بواسیر خونی وبادی بواسیر کیلئے مفید ومجرب قیمت -/۱۵

روشن کاجل آنکھوں کی خوبصورتی اور حفاظت کیلئے قیمت -/۵

اکسیر خارش نئی و پرانی خارش کا شافی علاج قیمت -/۱۵

اوقات مطب { ۹ تا ایک بجے، ۲ تا ۶ بجے
جمعۃ المبارک صبح ۹ تا ۱۱ بجے

بیرونی مریض مردانہ وزنانہ خاص امراض کیلئے سوالنامہ تشخیص وتجویز طلب کریں

فیصل آباد میں ہماری ادویات
کریم میڈیکل ہال
سے دستیاب ہیں

فہرست ادویہ جنتری سنہ ۱۹۸۹ء مفید طبی معلومات پر مشتمل مفت طلب کریں

ناصر دواخانہ ربوہ (رجسٹرڈ)
گولبازار
پوسٹ بکس ۶۰
فون ۶۳۴

اکسیر اپھارہ (جانوروں کی دوا)
فی پیکٹ -/۳ درجن -/۲۷ علاوہ ڈاک خرچ۔ جانوروں کی امراض کے کامیاب علاج پر مشتمل لٹریچر -/۳ کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں
کیور ریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون ۶۰۶، ۶۶۱

Soby
پاکستان میں سب سے پہلے واشنگ مشین بنانے والوں کی ایک اور منفرد اور انقلابی پیش کش
صوبی واشنگ مشین
بین الاقوامی معیار اعلیٰ کارکردگی اور کم قیمت
برقی جھٹکوں سے محفوظ
جاپان کے آٹومیٹک پلانٹ پر تیار کردہ
واشنگ مشین
بھائی بھائی ٹریڈرز نزد ایوان محمود ربوہ

گلشن بیکرز رحمت بازار ربوہ
اچھی صحت کا راز اچھی غذا
ہمارا تعاون آپ کے خاندان کی صحت کا ضامن
گلشن بیکری
الناصر مارکیٹ نزد ایوان محمود جنوبی گیٹ ربوہ
تقریبات کیلئے مال آرڈر پر بھی سپلائی کیا جاتا ہے

کھیلوں کے سامان کا مرکز
فٹ بال، والی بال، کرکٹ بال، ہاکی بال
بیڈمنٹن ریکٹ، ٹیبل ٹینس ریکٹ نیز دو سال کی گارنٹی پر بیٹ بھی دستیاب ہیں۔
شاہد شاپنگ سنٹر گولبازار ربوہ افضل مارکیٹ
(دکان گلی کے اندر ہے)

لوڈ شیڈنگ؟ فکر کیوں
فنکشنز ڈیکوریٹر پارٹی جنریٹر
عارضی لائٹ کا انتظام ہے۔ آرڈر آج ہی بک کروایئے
نیشنل الیکٹرک گولبازار ربوہ
نزد بیت المہدی
(پروپرائیٹر خلیل الرحمٰن)

سامان میک اپ
ضروریات شادی بیاہ کی واحد دکان
کار۔ کمرہ مسہری سجانے کا معقول انتظام ہے
گفٹ سنٹر گولبازار باجوہ مارکیٹ ربوہ
سامان ڈیکوریشن

تھری سٹار ایسنس
★★★
روح کیوڑہ
آپ کے مشروبات اور سویٹ ڈش کو فرحت بخش بناتا ہے
آم، انناس، رسبھری، کیلا، ونیلا، لیمن، آئس کریم ودیگر فلیورز کے علاوہ گرینڈ فوڈ کلرز اور ہرن مارکہ بیکنگ پوڈر دستیاب ہیں
بنانے والے: عزیز کیمیکل انڈسٹریز فیصل آباد
پی پی 32115
پی پی 28315

• زرینہ اولاد سے محروم • بے اولاد • اٹھراء • سوکھا • گرمی
• گیس کا علاج کرنیوالے
سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت
مشہور دواخانہ
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ پوسٹ بکس ۱۹۰ فون ۷۴۸۴۴-۴۳۱- / ۷۶۴۹۷
زیر نگرانی: حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان مرحوم
خواتین کیلئے معائنہ کا بھی معقول انتظام ہے
برانچیں
• اقصیٰ چوک نزد ٹیکس ربوہ • چوک قلعہ کالروالہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
• نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ ملتان پوسٹ بکس ۴۹۸ فون ۳۱۰۲۶-۰۶۱